ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

6

www.tanzeem.org

5 تا 11 فروری 2013ء / 23 تا 29 ربیع الاوّل 1434ھ

اس شمارے میں

پاکستان اور 217 ڈالر والا ملک

تکمیل رسالت کا منطقی نتیجہ

"طالب اور مطلوب دونوں گئے گزرے ہیں"

"از جمالِ مصطفیٰ ﷺ بیگانہ کرد"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

نبی رحمت ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے مظاہر

دھرنوں کے اس موسم میں

اصلی دہشت گرد کون؟

فحاشی و عریانی کا طوفان!

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

جامع ترین انقلاب

محمد رسول اللہ ﷺ کی اصل عظمت جس کو ہم بحیثیت انسان سمجھ سکتے ہیں‘ جس کا لوہا آج پوری دنیا مان رہی ہے اور جس کا انکشاف پورے عالم انسانی پر ہو چکا ہے‘ وہ یہ ہے کہ آپؐ نے ایک عظیم ترین‘ گھمبیر ترین‘ جامع ترین اور ہمہ گیر ترین انقلاب برپا کیا اور یہ انقلاب کم از کم وقت میں برپا کیا گیا۔ اس سے بھی زیادہ نمایاں بات یہ ہے کہ اس انقلابی جدوجہد کی ابتداء سے لے کر اختتام تک جتنے مراحل بھی آئے آنحضور ﷺ نے اس کے ہر ہر مرحلے پر قیادت کی ذمہ داری خود ادا فرمائی۔ اس اعتبار سے تقابل کر لیجیے کہ تاریخ انسانی کے دو انقلابات بہت مشہور ہیں۔ انقلابِ فرانس یقیناً ایک بہت بڑا انقلاب تھا‘ دنیا سے بادشاہت کے خاتمے اور جمہوریت کے دور کا آغاز اسی انقلابِ فرانس سے ہوا‘ جو سوا دو سو برس قبل کی بات ہے۔ انقلابِ روس یعنی بالشویک انقلاب بھی یقیناً ایک عظیم انقلاب تھا‘ جو 1917ء میں آیا۔ لیکن ان دونوں انقلابات کا جائزہ لیں تو یہ حقائق سامنے آتے ہیں کہ دونوں جزوی انقلاب ہیں۔ انقلابِ فرانس میں صرف سیاسی ڈھانچہ بدلا‘ باقی عقائد‘ رسومات‘ سماجی نظام‘ سماجی اقدار‘ معاشی نظام اور تمام معاشی ادارے اسی طرح قائم رہے۔ سیاسی نظام کے سوا باقی زندگی جوں کی توں رہی۔ دوسری طرف بالشویک انقلاب کے ذریعے معاشی ڈھانچہ بدل گیا‘ اس میں انفرادی ملکیت ختم ہو گئی‘ تمام وسائل پیداوار قومی ملکیت میں آ گئے‘ لیکن مکمل تبدیلی نہیں آئی۔ اس کو پس منظر میں رکھ کر دیکھئے‘ محمد عربی ﷺ کا لایا ہوا انقلاب کس قدر جامع اور گھمبیر ترین تھا۔ یہاں آپ خوردبین لگا کر دیکھ لیجیے‘ کیا کوئی ایسی چیز ہے جو سابقہ حالت میں باقی رہ گئی ہو؟ جواب نفی میں ملے گا۔ عقائد و نظریات بدل گئے‘ شخصیتیں بدل گئیں‘ اخلاق بدل گئے‘ ان کے شب و روز کے انداز بدل گئے‘ صبح و شام بدل گئے‘ نشست و برخاست کے انداز بدل گئے‘ پھر یہ کہ سماجی نظام‘ سیاسی نظام اور معاشی نظام بدل گیا۔ آپؐ کا انقلاب ہمہ گیر ترین‘ جامع ترین اور عظیم ترین انقلاب تھا۔ انقلابِ محمدیؐ کے مقابلے میں انقلابِ روس اور انقلابِ فرانس کی کیا حیثیت ہے؟ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک!

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

الہدیٰ (548)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ یوسف

(آیات 87 تا 89)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

یٰبَنِیَّ اذۡهَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ یُّوۡسُفَ وَ اَخِیۡهِ وَ لَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلَیۡهِ قَالُوۡا یٰۤاَیُّهَا الۡعَزِیۡزُ مَسَّنَا وَ اَهۡلَنَا الضُّرُّ وَ جِئۡنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ فَاَوۡفِ لَنَا الۡكَیۡلَ وَ تَصَدَّقۡ عَلَیۡنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا فَعَلۡتُمۡ بِیُوۡسُفَ وَ اَخِیۡهِ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ ﴿۸۹﴾

آیت 87 ﴿یٰبَنِیَّ اذۡهَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ یُّوۡسُفَ وَ اَخِیۡهِ وَ لَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ ؕ﴾ ”اے میرے بیٹو! جاؤ اور تلاش کرو یوسفؑ کو بھی اور اس کے بھائی کو بھی‘ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔“

﴿اِنَّهٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۷﴾﴾ ”یقیناً اللہ کی رحمت سے مایوس تو بس کافر ہی ہوتے ہیں۔“

صاحبِ ایمان لوگ کبھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے۔

آیت 88 ﴿فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلَیۡهِ﴾ ”پھر جب وہ لوگ یوسفؑ کے ہاں پہنچے“

اگلے سال جب وہ لوگ اپنے والد کے حکم کے مطابق مصر پہنچے اور پھر حضرت یوسفؑ کے سامنے پیش ہوئے۔

﴿قَالُوۡا یٰۤاَیُّهَا الۡعَزِیۡزُ مَسَّنَا وَ اَهۡلَنَا الضُّرُّ﴾ ”انہوں نے کہا: اے عزیز (صاحب اختیار)! ہم پر اور ہمارے اہل وعیال پر بڑی سختی آ گئی ہے“

کئی سال سے لگاتار قحط کا سماں تھا۔ آہستہ آہستہ اس کے اثرات زیادہ شدت کے ساتھ ظاہر ہو رہے ہوں گے۔ بھیڑ بکریاں بھی ختم ہو چکی ہوں گی۔ اب تو ان کی اون بھی نہیں ہوگی جو اناج کی قیمت کے عوض دے سکیں۔

﴿وَ جِئۡنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزۡجٰىةٍ فَاَوۡفِ لَنَا الۡكَیۡلَ﴾ ”اور ہم بہت حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں‘ لیکن (اس کے باوجود) آپؑ ہمارے لیے پیمانے پورے بھر دیجیے“

اس دفعہ ہم جو چیزیں غلے کی قیمت ادا کرنے کے لیے لے کر آئے ہیں وہ بہت کم اور ناقص ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ان سے غلے کی قیمت پوری نہیں ہو سکتی۔

﴿وَ تَصَدَّقۡ عَلَیۡنَا ؕ﴾ ”اور ہمیں خیرات بھی دیجیے۔“

اپنے انتہائی خراب حالات کی وجہ سے ہم چونکہ خیرات کے مستحق ہو چکے ہیں‘ اس لیے آپؑ سے درخواست ہے کہ اس دفعہ کچھ غلہ آپ ہمیں خیرات میں بھی دیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ ﴿۸۸﴾﴾ ”یقیناً اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے۔“

چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے یہ ساری صورتِ حال بہت رقت انگیز تھی‘ اس لیے آپؑ مزید ضبط نہیں کر سکے اور آپؑ نے انہیں اپنے بارے میں بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

آیت 89 ﴿قَالَ هَلۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا فَعَلۡتُمۡ بِیُوۡسُفَ وَ اَخِیۡهِ اِذۡ اَنۡتُمۡ جٰهِلُوۡنَ ﴿۸۹﴾﴾ ”آپؑ نے پوچھا: کیا تم لوگوں کو یاد ہے کہ تم نے کیا کیا تھا یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ جب کہ تم نادان تھے!“

آپؑ کا اپنے بھائیوں سے یہ سوال کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا حرف بہ حرف ایفا تھا جس کا ذکر سورت کے آغاز میں ان الفاظ میں ہوا تھا: ﴿وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمۡ بِاَمۡرِهِمۡ هٰذَا وَ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵﴾﴾۔ یہ تب کی بات ہے جب وہ سب بھائی مل کر آپؑ کو باؤلی میں پھینکنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان الفاظ میں آپؑ کے دل پر الہام کیا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب آپؑ اپنے بھائیوں کو یہ بات ضرور جتلائیں گے‘ اور یہ ایسے وقت اور ایسی صورتِ حال میں ہوگا جب یہ بات ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگی۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مریض کی عیادت اور مسلمان کی زیارت

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ: ”مَنۡ عَادَ مَرِیۡضًا اَوۡ زَارَ اَخًا لَّهٗ فِی اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ بِاَنۡ طِبۡتَ وَطَابَ مَمۡشَاكَ وَتَبَوَّاۡتَ مِنَ الۡجَنَّةِ مَنۡزِلًا“ [رواہ الترمزی، ریاض الصالحین، باب زیادۃ اھل الخیر]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے یا اللہ کی رضا کے لیے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے جاتا ہے تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ تو مبارک ہے‘ اور تیرا چلنا مبارک ہے تو نے جنت میں ایک جگہ بنا لی۔“

تاخلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

5 تا 11 فروری 2013ء — جلد 22
23 تا 29 ربیع الاوّل 1434ھ — شمارہ 6

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

پاکستان اور 217 ڈالر والا ملک

دنیا میں ایک ایسا ملک بھی ہے جس کے قومی خزانے میں صرف 217 ڈالر ہیں۔ اس ملک میں دنیا بھر کی برائیاں ہیں لیکن وہاں یہ شور و ہنگامہ نہیں کہ ملک ٹوٹ رہا ہے، فلاں حصہ الگ ہو گیا تو فلاں کی ذمہ داری ہوگی' ملک کے حصے بخرے ہو رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ایٹمی صلاحیت کا حامل پاکستان جو قدرتی وسائل سے بھرا پڑا ہے جس کے چار صوبوں میں سے ایک صوبہ معدنی دولت کے حوالہ سے دنیا کا امیر ترین علاقہ سمجھا جاتا ہے، اس صوبہ میں ایک بندرگاہ ہے جو ایک سپر پاور کو دنیا سے بذریعہ پانی بہت قریب کر دیتی ہے اور اس کی تجارت میں بے پناہ وسعت کا باعث بن سکتی ہے۔ اس بندرگاہ کی مصروفیت سے پاکستان کو بھی اقتصادی لحاظ سے بہت فائدہ ہوگا۔ ایک صوبہ زراعت کے حوالہ سے دنیا کا زرخیز ترین علاقہ سمجھا جاتا ہے، جہاں دنیا کا بہترین نہری پانی کا نظام ہے۔ اس کا ایک صوبہ ساحل سمندر پر واقع ہے اور تجارتی لحاظ سے آئیڈیل جگہ ہے۔ اس کے چوتھے صوبے کے عوام اتنے بہادر اور جنگجو ہیں کہ تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ مختلف اوقات میں وقت کی سپر قوتوں نے انہیں دبوچنے اور شکست دینے کی کوشش کی لیکن یہ بہادر لوگ ہمیشہ بیرونی حملہ آوروں کے لیے لوہے کا چنا ثابت ہوئے۔ ملک جغرافیائی لحاظ سے ایسا محل وقوع رکھتا ہے کہ دنیا خصوصاً سپر قوتیں اس کو نظر انداز کر ہی نہیں سکتیں۔ یہاں کے لوگ چاروں موسموں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پاکستانی بحیثیت مجموعی ذہنی طور پر چاق و چوبند ہوتے ہیں خطرات مول لینا یہاں تک کہ بعض اوقات جان کو بھی خطرہ میں ڈال دینا ان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ یہ پاکستان اگرچہ اربوں ڈالر کا مقروض ہے لیکن اس کے خزانے میں کم و بیش 10 ارب ڈالر ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اس پاکستان کے بارے میں دنیا جو کہتی ہے سو کہتی ہے خود پاکستانی آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اپنے کرتوتوں کا کوئی ذکر نہیں ہوتا لیکن ہر کوئی یہ گرہ لگا رہا ہے کہ وہ ٹوٹا آج گیا کل گیا فلاں صوبہ الگ ہوا چاہتا ہے' فلاں شہر ہاتھ سے نکل گیا اور غضب خدا کا وہ بھی کہتے ہیں اور انہیں یہ کہتے ہوئے رتی بھر شرم محسوس نہیں ہوتی جن کے کندھوں پر پاکستان کی سلامتی کی ذمہ داری ہے اور وہ خود کو حکومت کہتے ہیں یعنی جنہیں آئین نے پاکستانیوں پر حکم چلانے کا اختیار دیا ہے۔ جہاں تک بیرونی دنیا کا تعلق ہے ان کا حال یہ ہے کہ جس طرح نیم مردہ پڑے جانور کے سر پر گدھ منڈلا رہے ہوتے ہیں اسی طرح کئی ممالک خصوصاً ہمسائے ممالک آسمانِ پاکستان پر منڈلاتے رہتے ہیں اور کوئی طاہر القادری بیس پچیس ہزار افراد کو لے کر دھرنا دے تو ہمسایہ بھارت کو یاد آ جاتا ہے کہ پاکستانی فوجیوں نے بھارتی فوج کا سر کاٹا تھا اور سارا بھارتی میڈیا چیخ اٹھتا ہے انتقام' انتقام ہر قیمت پر انتقام۔ پاکستان کے خلاف فوجی کارروائی ناگزیر ہو گئی ہے اور ایک بھارت کی دشمنی نہیں اور بھی بہت مہربان ہیں ہمارے ایک برادر اسلامی ملک کی نگاہیں بلوچستان پر ہیں۔ دوست اور اتحادی امریکہ کبھی ناکام ریاست اور کبھی دہشت گرد ریاست کبھی پاکستانی فوج کو rough army کہہ کر چھریاں تیز کرتا نظر آتا ہے۔

اس تحریر کے آغاز میں ہم نے جس طرح 217 ڈالر رکھنے والے ملک کا تمام اندرونی خرابیوں کے باوجود زندہ سلامت رہنے کا ذکر کیا ہے اور پھر جس طرح پاکستان کو دستیاب قدرتی وسائل اور آئیڈیل جغرافیائی محل وقوع کا ذکر کیا ہے اس سے یہ تاثر یقینی طور پر ابھرے گا کہ ہم پاکستان میں سب اچھا سمجھتے ہیں اور ملکی سلامتی کو لاحق خطرات کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہمیں بھی ان حالات و واقعات کی روشنی میں پاکستان کی سلامتی شدید خطرات میں گھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اسی لیے ہم نے 217 ڈالر والے ملک کے مقابلے میں پاکستان کے خراب اندرونی حالات کا ذکر نہیں کیا بلکہ بیرونی خطرات کا ذکر کیا ہے جو اُس ملک کو درپیش نہیں ہوں گے۔ البتہ یہ بات قابل غور ہے اور اسی طرف توجہ دلانا مقصود تھی کہ اگر اس ملک کی سانس مکمل طور پر کنگال ہونے کے باوجود چل رہی ہے تو پاکستان جو بے شمار اور بے حساب قدرتی وسائل کا مالک ہے آئیڈیل جغرافیائی محل وقوع رکھتا ہے اس پر نزع کی کیفیت کیوں طاری ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر پاکستان کے عوام اور حکمران اپنے ملک کی سلامتی کے حوالہ سے مخلص ہوں' دیانت دار ہوں' سنجیدہ ہوں اور غیروں کے ہاتھوں بکنے اور ان کے سامنے جھکنے والے نہ ہوں تو پاکستان کو دنیا کی سپر قوت

بننے سے کوئی دنیوی قوت نہیں روک سکتی۔ آج اگر ہم اس حال کو پہنچے ہیں تو صراطِ مستقیم کو چھوڑنے سے، اپنی کج روی سے، قومی سطح پر دیانت اور اخلاص کے نایاب ہونے سے اور ذاتی اور گروہی مفادات سے اوپر نہ اٹھ سکنے کی وجہ سے۔ اور پھر سو باتوں کی ایک بات اس عہد شکنی کی وجہ سے جو ہم نے اللہ تعالیٰ سے کی ہے۔ کبھی ہم نعرہ زن ہوئے تھے پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ اور اب ہم کہتے ہیں ''پڑھنے لکھنے کے سوا پاکستان کا مطلب کیا'' تو پھر ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ اگر پاکستان کا مطلب بدلا تو پاکستان کا نقشہ بھی بدل لے گا۔ اگر ہم قراردادِ مقاصد کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتے ہیں تو بلا مقصد پاکستان کا دنیا میں ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ اگر ہم اس امریکہ کے صف اول کے اتحادی قرار پاتے ہیں جس نے ماضی میں ہمیشہ ہماری پیٹھ میں خنجر گھونپا اور ہمارے دشمن کی پیٹھ پر تھپکی دی اور جو آج ڈرون حملوں سے ہمارے مسلمان قبائلی بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگ رہا ہے تو پھر سلامتی کا تحفظ کیسے ہوگا اور کون کرے گا۔

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ 217 ڈالر والا ملک غریب کے ایسے جھونپڑے کی مانند ہے جس میں کھانے پینے کے برتن بھی ٹوٹے ہیں اور چولہا جلانے کے لیے گیس بھی نہیں۔ عالمی ڈاکو ایسے غربت زدہ جھونپڑے پر کیوں حملہ آور ہوں گے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے یہاں چھائی ہوئی غربت درحقیقت پاکستان پر زبردستی مسلط کردہ غربت ہے، اس لیے کہ پاکستانیوں کے پاؤں تلے پاک مٹی میں دفن شدہ دولت کے انبار ہیں جنہیں پاکستانیوں کو نکالنے کی اجازت نہیں۔ اس معاملے میں ہمارے حکمران اس کے ایجنٹ کی حیثیت سے اس سے تعاون کر رہے ہیں۔ اس دولت پر ان عالمی ڈاکوؤں کی نگاہیں ہیں۔ یہ دنیوی دولت ہے۔ یہ مادہ ہے اس کی اپنی جگہ اہمیت ہے لیکن ہمارے لیے اہم ترین بات یہ ہے کہ پاکستان میں ابھی معقول تعداد میں حقیقی مسلمان ہیں جن کے دلوں اور دماغوں کو اللہ نے ایمان کی دولت سے نوازا ہے۔ خصوصاً کوہستانی علاقوں کے لوگ اس دولت سے نوازے گئے ہیں۔ اس دولت نے اسلام دشمنوں پر خصوصاً امریکہ اینڈ کمپنی پر لرزہ طاری کیا ہوا ہے۔ امریکہ سمجھتا ہے کہ عالم اسلام کو مکمل طور پر شکست دینے کے لیے اور نیو ورلڈ آرڈر کو اپنی خواہش کے مطابق لاگو کرنے کے لیے پاکستان کو شکست و ریخت سے دوچار کرنا لازمی ہوگا۔ اسی لیے وہ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا چاہتا ہے اور اسی لیے وہ ہمیں ہماری اپنی زمین میں دفن قدرتی وسائل سے استفادہ کرنے نہیں دیتا اور پاکستانیوں کو اس دولت سے محروم رکھے ہوئے ہے۔ البتہ ایمان کی پونجی پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ہمارے حکمران اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے، لہٰذا وہ مذہبی فرقہ واریت اور منافرت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور کسی حد تک اس میں کامیاب بھی ہے۔

ہمارا ایمان اور غیر متزلزل ایمان ہے کہ اگر پاکستان کے مسلمان اپنے ایمان کو بچا لیتے ہیں اور نہ صرف بچا لیتے ہیں بلکہ پھیلا لینے میں یعنی دین کی دعوت کو عام کر کے پاکستانیوں کی معتدبہ تعداد کو حقیقی مسلمان بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان عالمی ڈاکوؤں سے سب کچھ بچایا جا سکتا ہے۔ پھر نہ زیرِ زمین معدنی دولت کو خطرہ ہے اور نہ ایٹمی صلاحیت چھن سکتی ہے بلکہ اسلامی پاکستان دوسرے مسلمان ممالک کو بھی امریکہ کی غنڈہ گردی، دھونس دھاندلی اور دہشت گردی سے بچا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ بات درست ہے کہ 217 ڈالر والے ملک کی سلامتی اتنے خطرے میں نہیں جتنی ایٹمی پاکستان کی سلامتی خطرے میں ہے۔ جس راہزن سے مسلمانانِ پاکستان کو خطرہ ہے اس سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایمان کی دیوار کو اونچا بھی کیا جائے اور مضبوط بھی۔ پھر دنیا کی سپر قوت کے مقابلے میں کائنات کی سپریم پاور کی حمایت حاصل ہو جائے گی جو فرماتا ہے ''اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے''۔

بیابہ مجلس اسرار

تکمیل رسالت کا منطقی نتیجہ

تکمیل رسالت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے رسول آئے، وہ کسی قوم کے لیے، کسی علاقے کے لیے یا کسی شہر کے لیے آئے، پوری نوعِ انسانی کے لیے کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا۔ محمد عربی ﷺ اللہ کے واحد رسول ہیں جن کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے ہے۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ﴾ ''ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف''۔ حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں صراحت ہے کہ آپ قومِ عاد کے لیے بھیجے گئے: ﴿وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط﴾ حضرت صالح علیہ السلام قومِ ثمود کی طرف بھیجے گئے: ﴿وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ط﴾ اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام قومِ مدین کی طرف بھیجے گئے: ﴿وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ط﴾۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اشکال پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ حضرت عیسیٰ کے ماننے والے اس وقت پوری دنیا میں ہیں اور ساری نسلوں کے لوگ ہیں...... تو اس سے شک ہوتا ہے کہ شاید حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت پوری نوعِ انسانی کی طرف ہو، لیکن اس نکتے کو سمجھ لیجیے کہ عقلی اور منطقی اعتبار سے اور منصوص اور منقول ہونے کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی۔ قرآن مجید میں سورۂ آل عمران میں کہا گیا: ﴿وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ﴾ ''وہ رسول تھے بنی اسرائیل کی طرف''۔ قرآن کی اس نص قطعی کے علاوہ خود انجیل میں موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں''۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اور آخری رسول ہیں جن کی بعثت پوری نوعِ انسانی کے لیے ہوئی ہے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں پانچ مرتبہ مختلف الفاظ میں آیا ہے۔ سب سے واضح انداز میں سورۂ سبا میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا﴾ (آیت 28) ''(اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر''۔ سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾﴾ ''ہم نے آپ کو (کسی ایک قوم یا کسی ایک علاقے کے لیے نہیں بلکہ) تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔ نبوت و رسالت ہمیشہ سے رحمت ہے، مگر آپ پر آ کر یہ رحمت ''رحمۃ للعالمین'' بن گئی ہے۔ یہ تکمیل رسالت کا ایک مظہر ہے۔ اور سورۃ الاعراف کی آیت 158 میں خود نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ کہلوایا گیا: ﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾ ''(اے محمد ﷺ! ڈنکے کی چوٹ) کہہ دو: اے لوگو! (اے بنی نوعِ آدم!) میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں''۔

(بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ''ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے عملی تقاضے'' سے ایک اقتباس)

''طالب اور مطلوب دونوں گئے گزرے ہیں''

سورۃ الحج کی آیت 73 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ الحج کی آیات 73 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! گزشتہ جمعہ کو بحمد اللہ سورۃ المومنون کا بیان مکمل ہوگیا ہے۔ آج میں نے تذکیر بالقرآن کے لیے سوۃ الحج کی آخری آیات کا انتخاب کیا ہے۔ سورۃ الحج سوۃ المومنون سے متصلاً قبل آتی ہے، اور یہ سترھویں پارے کے آخر میں ہے۔ سترھویں پارے میں دو ہی سورتیں ہیں: سورۃ الانبیاء اور سورۃ الحج۔ دونوں تقریباً ہم وزن ہیں یعنی نصف پارہ سورۃ الانبیاء پر مشتمل ہے اور بقیہ نصف پارہ سورۃ الحج پر۔ تاہم تعداد رکوع کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے۔ سورۃ الحج کے دس رکوع ہیں جبکہ سورۃ الانبیاء کے سات۔ سورۃ الحج کا زیر مطالعہ آخری رکوع ''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' کا بھی حصہ ہے، جسے والد گرامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے مرتب کیا ہے۔ اس رکوع کے حوالے سے ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں مکی قرآن اور مدنی قرآن دونوں کا خلاصہ آگیا ہے۔ یہ بات تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن کی کچھ سورتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی اور بعض ایسی ہیں جن کے مکی یا مدنی ہونے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ جو سورتیں آپؐ کی حیات طیبہ کے مکی دور میں نازل ہوئیں اگرچہ اُن کے نزول کے وقت آپؐ مکہ سے باہر رہے ہوں وہ مکی ہیں اور جو سورتیں آپؐ کی حیات مبارکہ کے مدنی دور میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔ سورۃ الحج کا شمار اُن سورتوں میں ہوتا ہے جن کے مکی یا مدنی ہونے بارے اختلاف ہے۔ والد محترمؒ پورے تیقن سے کہا کرتے تھے کہ اس سورت کا لب ولہجہ اور اسلوب بالکل مکی سورتوں والا ہے۔ لیکن اس میں چند آیات ایسی ہیں جن سے یہ امکان پیدا ہوتا اور غالب گمان ہوتا ہے کہ یہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ آپؐ مکہ سے مدینہ سفر ہجرت پر روانہ ہو چکے تھے اور مکہ سے باہر نکل آئے تھے کہ اثنائے سفر میں وہ آیات نازل ہوئیں، جن میں مسلمانوں کو کہا گیا کہ اب تمہیں قتال کی اجازت ہے: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط﴾ (الحج:39) ''جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔'' اس سے پہلے مسلمانوں کو ہاتھ بندھے رکھنے کا حکم تھا، اب ہاتھ کھول دیئے گئے۔ چنانچہ اسی آیت کی بنیاد پر لوگوں نے کہا کہ یہ سورت مدنی ہے۔ لیکن جو لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ مکی ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ پوری سورت مکی ہے صرف یہ چند آیات دوران سفر ہجرت نازل ہوئیں، اور اس کی وجہ سے بعض مفسرین نے اس کو مدنی قرار دیا۔ حاصل کیا ہے؟ اس سورت کے آخری رکوع میں مکی قرآن کا بھی خلاصہ آگیا ہے اور مدنی قرآن کا بھی۔ یہ سورت برزخی ہے۔ لفظ ''برزخ'' ہم نے پچھلی مرتبہ تفصیل سے پڑھا ہے۔ اِس کا نزول اِس طور سے ہوا کہ آپؐ مکے سے روانہ ہو چکے تھے، مگر مدینہ نہیں پہنچے تھے۔ مکی اور مدنی قرآن کے خلاصہ کی حامل ہونے کی وجہ سے ان آیات کا ایک خاص مقام اور خصوصی اہمیت ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ط اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ط﴾

''لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگر اس کے لئے سب مجتمع ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔''

قرآن مجید بھاری بھرکم منطقی اصطلاحات استعمال نہیں کرتا نہ وہ طرز استدلال ہی اختیار کرتا ہے جو صرف اونچے فلسفیوں کو سمجھ میں آئے بلکہ فطرت کے تاروں کو چھیڑتا ہے۔ اُس کا استدلال اتنا سادہ ہوتا ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس سے اصل نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے، اور اسے کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اور اسی کے بین السطور ایسی حکیمانہ باتیں بھی سادہ پیرائے میں آجاتی ہیں جن کو پھیلا کر بڑے بڑے فلاسفہ بھی ایک عظیم فلسفہ تخلیق کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہاں پر سامنے آرہی ہے۔ دیکھئے کتنے سادہ انداز میں ایک مثال دی گئی۔ اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اس کو ذرا توجہ سے سننا۔ مکی دور کے اصل مضامین کیا تھے؟ توحید، رسالت اور آخرت۔ مکی سورتوں کے اندر ان تین مضامین کو خوب ہیمر کیا جاتا رہا، رسالت کے حوالے سے سابقہ انبیاء و رسل، ان کی دعوت اور ان کی قوموں کے Response کا تذکرہ ہوتا ہے۔ پھر انکار حق کی پاداش میں قوموں پر اللہ کی طرف سے کیسی پکڑ آئی اور کیسا عذاب ان پر مسلط ہوا، یہ سب چیزیں بھی بیان ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہاں دعوت توحید کے حوالے سے شرک کی مذمت کی گئی ہے اور اس کے لئے ایک مکھی کی بڑی بلیغ مثال دی گئی ہے۔ اہل مکہ یا اہل عرب نے بت بنا رکھے تھے اور ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے، انہیں

پکارتے تھے۔انہیں حلوے، مانڈے، نذرانے پیش کرتے تھے۔ بتوں کے نام پر نذرونیاز دی جاتی تھی۔ تصور یہ تھا کہ یہ بت اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم ان سے جو بھی دعا مانگیں ، ان کے آگے استدعا کریں، اپنی ضروریات رکھیں گے، یہ اُسے پورا کریں گے۔اس لئے کہ یہ مشکل کشا اور حاجت روا ہیں۔تمام مسائل کا حل یہ کرنے والے ہیں۔اللہ نے واضح فرمادیا کہ یہ بت جن کی تم پرستش کرتے ہو کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ یہ اگر سارے کے سارے اکٹھے ہو جائیں اور پورا زور لگالیں، پھر بھی ایک مکھی تک کی تخلیق پر قادر نہیں ہیں۔یہی نہیں بلکہ اُن کی بے بسی کی انتہا یہ ہے کہ تم ان کے آگے جو حلوے مانڈے رکھتے ہو، اگر ایک مکھی آئے اور حلوہ سے اپنا حق لے جائے،تو یہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے کہ مکھی ہی کو روک دیں۔

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (۷۳)﴾

”طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں۔“

اس مثال سے قرآن مجید کے طرز استدلال کی خوبی ملاحظہ کیجئے۔اسی ایک مثال سے ایک بدو، دیہاتی، ایک بالکل نچلے ذہنی سطح کا انسان جو عربی سمجھتا ہے، حقیقت کو پالے گا اور اُس کا دماغ ایک مرتبہ ٹھٹھک جائے گا کہ حقیقت تو یہ ہے۔اور ایک اعلیٰ ذہنی سطح کا انسان بھی بات کو خوب سمجھ جائے گا۔یعنی ان بتوں میں کچھ نہیں۔اللہ نے فرمایا کہ نہایت کمزور ہے، چاہنے والا بھی، اور جسے چاہا گیا ہے وہ بھی۔مطلوب کی کمزوری اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ وہ مکھی تک تخلیق نہیں کر سکتا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک بہت چھوٹی مخلوق ہے بلکہ مکھی سے اپنا حق بھی واپس نہیں لے سکتا۔ جب بت اتنے بے بس اور لاچار ہیں اتنے کمزور ہیں تو اس سے اندازہ کرو کہ جو ان کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے محبوب ہیں، ہمارے مطلوب ہیں، ہمارے مشکل کشا اور حاجت روا ہیں، ان کی ذہنی پستی کا کیا عالم ہو گا۔دراصل یہ بھی انتہائی کمزور، بودے اور لاچار ہیں اور ذہنی اعتبار سے انتہائی پستی میں ہیں۔﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ﴾ محض تین الفاظ ہیں،لیکن ان میں ایک بہت عظیم حقیقت بیان ہوئی ہے۔شارحین اقبال میں سے بہت نمایاں شخصیت ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم ہیں۔ انہوں نے یہاں سے ایک پورا فلسفہ Develop کیا ہے۔اُن کا کہنا ہے کہ یہاں انسان اور حیوان کا اصل فرق بتایا گیا ہے۔ انسان اور حیوان میں ایک فرق تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انسان حیوان ناطق اور حیوان عاقل ہے۔ بقیہ حیوانات اس سے محروم ہیں، لیکن ان میں ایک اور بہت بڑا فرق بھی ہے جس کو نظر انداز کیا گیا ہے۔وہ یہ کہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا مقصود و مطلوب بنا کر اس کے لئے قربانی دینے کا جذبہ رکھا ہے۔ انسان اس جذبہ کے تحت اپنی جان و مال کی قربانی دیتا ہے، ایثار کرتا ہے، مشکلات اٹھاتا ہے اور مشکلات اٹھانے میں بھی ایک راحت محسوس کرتا ہے کہ میں ایک بڑے مقصد کے لئے یہ سب کچھ برداشت کر رہا ہوں۔ حیوانات میں یہ شے نہیں ہے۔دیکھئے، ہمیشہ سے یہ ہوتا رہا ہے کہ بتوں کے نام پر لوگوں نے قربانیاں دیں۔اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بتوں کو آئیڈیل بنا لیا تھا۔وہ اللہ کی اصل توحید تک نہیں پہنچے اور اللہ سے کم تر ہستیوں کو وہ درجہ دے دیا جو اللہ کو دینا چاہیے تھا۔یعنی اللہ نے جو جذبہ رکھا تھا کہ کسی اعلیٰ ہستی یا اعلیٰ نصب العین یا اعلیٰ مقصد کے لئے جان قربان

پریس ریلیز یکم فروری 2013ء **حافظ عاکف سعید**

کراچی میں علماء کرام کا قتل عام مذہبی منافرت پھیلانے کی سوچی سمجھی سازش ہے

سندھ کی صوبائی حکومت قتل وغارت کی مذمت کی بجائے اس کی روک تھام کے لئے اقدامات کرے

لال مسجد کمیشن کا اپنی تحقیقات کی تکمیل کے لئے پرویز مشرف اور شوکت عزیز کو بلانے کا فیصلہ لائق تحسین ہے

کراچی میں علماء کرام کا قتل عام مذہبی منافرت پھیلانے کی سوچی سمجھی سازش معلوم ہوتی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔اُنہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور پاکستان کے دشمن باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ اور ایک ترتیب کے ساتھ مختلف مسالک کے علماء کرام کو ٹارگٹ کرتے ہیں تا کہ شہر میں مذہبی بنیادوں پر فسادات برپا کروائے جائیں۔اُنہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ محض پیش گوئی کر دیا کریں کہ فلاں ماہ میں بڑی دہشت گردی ہوگی ان کی اصل ذمہ داری اِن ظالم اور بے رحم قاتلوں کی گرفتاری اور اُنہیں عبرت ناک سزا دلوانا ہے۔اُنہوں نے کہا کہ کیسی مضحکہ خیز صورت حال ہے کہ صوبائی حکومت جس کی ذمہ داری قتل وغارت روکنا اور شہر میں امن وامان قائم کرنا ہے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے اور معاشرے کے دوسرے طبقات کی طرح وہ بھی محض ایسے سانحات کی مذمت کر دیتے ہیں۔حالانکہ انہیں چاہیے کہ اگر وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اس قتل وغارت کو روکنے میں ناکام ہو چکے ہیں تو حکومت سے استعفا دیں تا کہ کوئی ایسی ذمہ دار حکومت آسکے جو یہ ظالمانہ قتل وغارت روک سکے۔اُنہوں نے لال مسجد تحقیقاتی کمشن کے اس فیصلے کو سراہا کہ پرویز مشرف اور شوکت عزیز کو پاکستان بلایا جائے۔تا کہ کمیشن اپنی تحقیقات کو مکمل کر سکے اور مجرموں کی نشان دہی کرے۔اُنہوں نے کہا کہ اس فیصلہ پر عمل ہونا چاہیے۔اُنہوں نے کمیشن کے سامنے چوہدری شجاعت کے بیان کو بڑا اہم قرار دیا کہ اس وقت کی حکومت لال مسجد کے معاملے کو پرُ امن طریقہ سے ختم کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی تھی گویا پرویز مشرف نے لال مسجد میں قتل عام باقاعدہ ایک منصوبہ کے تحت کیا۔اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) شاید عزیز کے اس انکشاف کا نوٹس لیا جائے جس میں انہوں نے پرویز مشرف کے بارے میں کہا کہ نائن الیون کے حوالہ سے اُس نے جرنیلوں کو بھی دھوکہ دیا اور ہم امریکہ کی جنگ میں الجھ کر اپنے مسلمان بھائیوں کے قتل عام میں شریک ہو گئے۔اُنہوں نے کہا کہ ایسی باتوں کا سختی سے نوٹس نہ لیا گیا۔اور مجرموں کو عبرت ناک سزا نہ دی گئی تو مستقبل میں ایسے واقعات کی روک تھام نہ ہو سکے گی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود اور مقصود بنا کر اس کی خاطر سب کچھ لٹایا جائے۔ اس کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا جائے، جب لوگوں نے اللہ تک نہیں پہنچ پایا، تو یہ جذبہ کم تر ہستیوں کے ساتھ استوار ہو گیا۔ جب اللہ جو کائنات کی اصل حقیقت ہے تک نہیں پہنچ پائے تو کسی نے سورج کو اپنا معبود بنا لیا کہ سورج سے ہمیں فائدے ہو رہے ہیں اور کسی نے چاند کو اور کسی نے ستاروں کی پرستش شروع کر دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی باطل تصورات کو توڑنے کے لئے قوم پر حجت قائم کی تھی۔ انہوں نے قوم پر واضح کیا کہ تارے تو ڈوب جاتے ہیں، چاند بھی غروب ہو جاتا ہے، سورج بھی غروب ہونے والی شے ہے، اور یہ سب اللہ کے بنائے ہوئے ایک نظام کے تابع اور پابند ہیں، ان کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ لہٰذا یہ میرے رب نہیں ہو سکتے۔ بہر حال ایک اصولی بات یہ ہے کہ انسان کے اندر یہ جذبہ ہے کہ اُس کا کوئی آئیڈیل، کوئی مقصود، کوئی نصب العین ہو جس کی خاطر وہ سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو۔ دوسرے یہ کہ مطلوب و مقصود جتنا اونچا ہوگا اتنی ہی انسان کی اپنی شخصیت میں ترفع ہوگا، اس کی ذہنی سطح اتنی ہی بلند ہوگی۔ اور مطلوب جتنا پست ہوگا اتنی ہی پست اس چاہنے والی کی شخصیت ہوگی اور یہ بالکل سو فیصد صحیح بات ہے۔ ایک شخص وہ ہے جو اپنی ذات کو معبود بنا لیتا ہے، جسے نفس پرستی کہتے ہیں۔ ایسے شخص کا ذہنی لیول بہت پست ہوگا۔ وہ خود غرض ہوگا، اسے اپنے نفع سے غرض ہوگی۔ اسے دوسرے کی کوئی پروا نہ ہوگی۔ ظاہر ہے، جب خود غرضی آ جائے اور اپنی خواہش نفس معبود بن جائے تو بس اپنی ہی فکر ہوتی ہے۔ آدمی حد درجہ کی کٹھور دل ہو جاتا بلکہ بھیڑیا بن جاتا ہے۔ اسی کٹھور دلی کا ایک مظہر سود خوری ہے، جب سودی ذہنیت وجود میں آتی ہے تو آدمی بھیڑیا بن جاتا ہے۔ اس سے ذرا اوپر چلے جائیں، بعض لوگ وطن کو معبود کا درجے دے بیٹھتے ہیں۔ ایک وقت تھا علامہ اقبال کے دماغ پر وطن پرستی اور نیشنلزم مسلط تھا۔ اُسی دور میں انہوں نے ترانہ ہندی لکھا تھا۔ نظم ''نیا شوالہ'' میں تو اقبال نے یہاں تک کہا کہ۔

پتھر کی مورتوں کو سمجھا ہے تو خدا ہے
خاک وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے

یعنی تو نے پتھر کی مورتوں کو خدا کا درجہ دیا ہے، جبکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ میری زمین، میرے ملک کا ہر ہر ذرہ دیوتا ہے۔ جب وطن کو اپنا معبود و مقصود بنا لیا جاتا ہے تو پھر وطن کی عظمت، وطن کے مفادات، وطن کے لئے جان تک قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ نیشنلزم میں ہر قوم کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ اپنے وطن کے لئے قربانی دو، وطن کے لئے جان بھی قربان کر دو۔ ایک وطن پرست اور نیشنلسٹ کی ذہنی سطح ایک نفس پرست انسان کے مقابلے میں بلند ہوتی ہے۔ وہ وطن کی خاطر قربانی بھی دے گا اور وطن کے مفادات کا خیال بھی رکھے گا۔ لیکن خود غرض آدمی کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ وہ تو وطن کو بھی بیچ کھانے کو تیار ہوتا ہے، جیسے آج ہماری پوری قوم لوٹ مار میں لگی ہوئی ہے، الا ماشاء اللہ۔ آج ہماری قوم کا یہی حال ہے۔ ذاتی مفاد کے لئے قومی مفادات کو قربان کیا جا رہا ہے۔ کرپشن اور لوٹ مار کا کھیل جاری ہے۔ جس کا ہاتھ نہیں پڑ رہا وہ الگ بات ہے۔ اس سے آگے چلیں، نفس پرستی اور وطن پرستی سے بھی بلند تر سطح کا جذبہ اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو پوری انسانیت کے لئے کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگ وطن کی کھینچی ہوئی لکیر کے پابند نہیں ہوتے بلکہ اس سے بلند تر ہو کر انسانی بھلائی میں مگن ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی اعلیٰ نصب العین میں نظریہ بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی آئیڈیالوجی کو قبول کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ فلاں نظریہ انسانیت کے حق میں بہتر ہے تو وہ اس نظام کے قیام کے لئے اپنا سب کچھ لگا دیتا ہے۔ اشتراکیت پسندوں نے یہی کیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اشتراکیت کا فلسفہ سرمایہ داریت کے چنگل سے عوام کو نجات دلا سکتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے عوام کو اپنے استحصالی شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ سرمایہ دار مزدور کے خون سے کشید کر کے اپنی کمائی حاصل کر رہا ہے۔ وڈیرہ جاگیردار، ہاری اور کسان کے خون کو کشید کر کے اپنے لئے شراب بناتا ہے۔ یہ استحصالی نظام ہے۔ ہمیں اگر اس استحصال کو ختم کرنا، اور غریبوں کی بہبود کے لئے کوئی کام کرنا ہے تو لازماً مساوات لانی ہوگی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ اشتراکیت کی خاطر انہوں نے کیسی کیسی قربانیاں دیں۔ انہی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ پھانسی کا پھندا چوم کر فخر کے ساتھ گلے میں ڈالتے تھے کہ ہم اعلیٰ مقصد کے لئے جان قربان کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ ایک اعلیٰ تر مقصد ہے لیکن جو اصل مقصود ہے انسان کو جہاں تک پہنچنا چاہیے وہ اللہ کی بندگی کا تصور ہے۔ انسان جب وہاں تک پہنچے گا تو پھر اس کی شخصیت میں ترفع ہوگا۔ وہ یہ سمجھے گا کہ میرا مقصود، میرا مطلوب، اللہ کی ذات کامل ہے۔ جو پورے کون و مکان میں انتہائی طاقتور ہونے کے باوجود انتہائی رحیم اور شفیق بھی ہے، جو ساری اتھارٹی رکھنے کے باوجود انتہائی عدل و انصاف کرنے والی ہے۔ جو تمام خوبیوں کی مالک ہے۔ دنیا میں جو حسن، جس انداز میں بھی ہے وہ سب اسی کی صفات کا عکس ہے۔ تو میرا مطلوب و مقصود تو وہ ہے۔ مجھے اس کو راضی کرنا ہے، ایسے شخص کا ذہنی لیول بہت بلند ہوگا۔ اسی لئے کہا گیا کہ اگر اونچی کمند پھینکو گے تو زیادہ اوپر چڑھ سکو گے۔ جس نے کمند ہی چند فٹ اوپر پھینکی تو وہ کیا خاک چڑھے گا۔ ہاں جس نے کمند پھینکی ہے ستاروں پر تو اس کی شخصیت بہت بلند ہوگی۔ اقبال نے یہی بات کہی تھی۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بندگی کا صحیح شعور عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

معمار پاکستان نے کہا:

اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ اندازی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا۔ میں ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں، یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو، بلکہ یہاں غیر مسلموں کو بھی کوئی خوف ڈر نہیں ہونا چاہیے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپؐ نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپؐ کے قدم چومے۔ تجارت سے لے کر حکمرانی تک ہر شعبۂ حیات میں آپؐ مکمل طور پر کامیاب رہے۔ رسالت مآبؐ پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی تھے۔

(کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب
25 جنوری 1948ء)

"از جمال مصطفیٰ ؐ بیگانہ کرد"

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

چہار جانب نبی کریم ﷺ کے مبارک تذکرے کی مہک ہے۔ اگرچہ آپؐ سے ہمارا تعلق کسی خاص دن اور مہینے کا پابند تو نہیں۔ یہ تو روحِ حیات کے لئے آکسیجن کی مانند ہے۔ ہر لمحہ آتی جاتی سانسوں میں بسا ہے۔ ہر دن اللہ کا اور اللہ کے رسول ﷺ (کے اسوۂ مبارک) کے ساتھ ہے۔ جیسے آپ سانس لینے کا دن (Breathing day) مقرر نہیں کر سکتے، اسی طرح جوش عقیدت، وفورِ محبت ایک دن ٹھاٹھیں مار کر پھر سمندر کی جھاگ کی طرح بے وقعت ہو کر بیٹھ گیا تو اسی میں دل کی موت مضمر ہے۔ اس لئے کہ دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو! ہم من حیث القوم تپتے صحراؤں میں سرابوں کا پیچھا کرتے، امریکی صلیبی بارات کا حصہ بنے جو آبلہ پا ہو گئے۔ ایسے میں آپ کی یاد ؏

جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آ جائے

اس قوم کے سارے دکھوں کا ازالہ، تمام بیماریوں کی شفا تو اس قلب مبارکؐ سے پھوٹنے والی روشنی ہی میں مضمر ہے۔ کھوئی منزلوں کا پتہ یہیں سے ملے گا۔ وحی الٰہی کا مہبط یہ سینہ ایک دن غم سے چور تھا۔ شاید آپؐ صدیوں پار اپنی مصفا، شفاف نگاہ سے ہمارا حال زار دیکھ کر بے قرار ہوا تھے ہوں گے۔ آپؐ کے مبارک شانوں سے کمبل ڈھلک جارہا تھا اور آپؐ بار بار فرمار ہے تھے: میں نے تمہیں آتش دوزخ سے آگاہ کر دیا ہے۔ میں نے تمہیں آتش دوزخ سے آگاہ کر دیا ہے، آپؐ کے درد والم میں ڈوبے لہجے اور الفاظ سے پھوٹتی آتش دوزخ کا پتہ دینے والی تپش سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے قرار ہوا تھے۔ شاید آپؐ نے ہمیں آتش دوزخ پر پروانہ وار لپکتے دیکھ لیا ہوگا، اور آپ کمریں پکڑ پکڑ کر ہمیں بچانے کے غم میں الفاظ کے پیرائے میں رو دیئے ہوں گے، امتی، امتی، (میری امت!) ۔

کبھی اے عنایت کم نظر تیرے دل میں یہ بھی کسک ہوئی
جو تبسم رُخ زیست تھا، اسے تیرے غم نے رُلا دیا

ہم ڈوبتی ہوئی ریاست کو تریاق کے نام پر جو انجکشن لگا کر بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ صحت کے نام پر مار ڈالنے والے کھانسی کے (حالیہ) شربت ٹائنو (Tyno) سے کچھ بھی مختلف نہیں۔ یہ تریاق صرف اس خوف آخرت، خوف آتش دوزخ میں مضمر ہے جس نے دنیا کو ابوبکر صدیقؓ تا سیدنا علیؓ راتوں کے راہب اور دن کے شہ سوار دیئے، جن کی ہیبت سے دنیا تھراتی تھی اور وہ خود اللہ کے خوف سے لرزتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا اس دنیا پر سب سے بڑا احسان وہ علم انسانیت کو عطا کر دینا ہے جو اسے اس کی شناخت (بحیثیت اللہ کی مخلوق/ غلام) اس کا مقصد زندگی (ہر لمحہ امتحان) اس کی ابتدا اور انتہا کی خبر دیتا ہے۔ دنیا کے تمام علوم کی جولانیاں اس چند روزہ زندگی تک محدود ہیں۔ موت پر سارے علوم گنگ ہو جاتے ہیں۔ ساری بادشاہیاں، اقتدار ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ (**هلك عني سلطانيه** ----- میری ساری بادشاہی جاتی رہی) دانشوریاں دم توڑ دیتی ہیں۔ اور آگے ایک لامنتہا زندگی منہ پھاڑے کھڑی ہوتی ہے۔ دنیا میں سارے گناہ دادِ عیش مل کر دیئے جاتے ہیں۔ واپس اکیلے اکیلے کان منہ لپیٹے لوٹ جاتے ہیں۔ جہاں کوئی بھی تو یہ کہنے والا نہیں۔ قدم بڑھاؤ فلاں فلاں، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ بلکہ بڑھتے قدم چپ چاپ جنازہ اٹھائے زمین کو اس کی امانت سونپنے چلے ہیں۔ وفاداریوں کا عہد باندھنے والے ہی بھاگ بھاگ کر تمام انتظامات کرتے ہیں۔ کیمروں کی چکا چوند آج بھی ہے۔ زمینی حقائق بیان کر کے ملک وملت کے سودے چکانے والے، زیر زمین حقائق کا سامنا یوں کریں گے کہ بالکل یکہ وتنہا! اس سے آگے کے مناظر وہ ہیں جن کی کھوج میں امریکہ میں محقق کئی ملین ڈالر دے کر بٹھایا گیا ہے کہ تحقیق کرو (سر پھوڑو) کہ موت کیا ہے اور مابعد الموت کیا ہے! ان حقائق کے علم اور ہمارے درمیان فاصلہ بس اتنا ہی ہے جتنا قرآن یا روئے زمین پر بعد از قرآن صحیح ترین کتب حدیث اٹھانے کا ہے۔ الفاظ کی تصاویر اور منظر کشی اتنی جامع اور چشم کشا ہے (جس سے ہم بچا بچا کر "علمائے" گئے) کہ دل کی دنیا بدل جائے۔ الصادق، الامین نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں جو نگاہ خیرہ کن جماعت صحابہؓ تیار ہوئی، وہ توحید، رسالت، آخرت پر گہرے عقیدے اور شاندار عمل کی بنیاد پر تیار ہوئی۔ آج اگر ہم (جو دنیا کی امامت کے لئے بھیجے گئے) قیادت کے نام پر اسفل ترین کرداروں کے ہاتھوں مار کھا رہے ہیں تو اس کی اصل وجہ علم حقیقی (قرآن وحدیث) کا عنقا ہو جانا ہے۔ من حیث القوم ہم جاہل ہیں، ناخواندہ ہیں۔ خواندگی دستخط کرنے کے لائق ہونے کا نام نہیں۔ خواندگی قرآن کے بحرِ ذخار سے بہرہ مند ہونے اور جمال مصطفیٰ ﷺ سے آنکھیں روشن کرنے کا نام ہے۔ اقبالؒ نے اسی پر کہا تھا ؎

فیض فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہ خفاش

اور یہ کہ

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیواں ہے یہ ظلمات

9,11 کے بعد تو شاہینوں کے خفاش (چمگادڑ) گھڑنے کا عمل ایسا بڑھا، ظلمات نے چہار سو ہمیں یوں گھیرا کہ از جمال مصطفیٰ ﷺ بیگانہ کرد، نبی ﷺ کی ہر علامت ہر سنت، ہر طریقہ گردن زدنی ٹھہرا۔ (میڈیا پورٹس کے مطابق پانچ شاہینوں (فائیٹر پائلٹ) کو داڑھی چھوٹی نہ کرنے کی

> نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اس دنیا پر سب سے بڑا احسان وہ علم انسانیت کو عطا کر دینا ہے جو اسے اس کی شناخت، اس کا مقصد زندگی، اس کی ابتدا اور انتہا کی خبر دیتا ہے

پاداش میں فارغ کر دیا گیا! بھارت کے سکھوں پر تو یہ قاعدے لاگو نہیں ہوتے۔ وجہ----- ؟ اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش! مولوی سے نفرت بانٹی گئی۔ دہشت گردی کے نام پر نبیؐ ملاحم (معرکوں کا نبیؐ) کی سب سے بڑی سنت (جہاد) سب سے بڑا جرم ٹھہرا۔ کرپشن ناسور بن کر جسد ملی کو کیوں نہ چمٹے، موت کو بھول گئے۔ رب کے حضور کھڑے ہونے کو بھول گئے۔ اللہ کے شیر، سرکس کے شیر بن گئے۔ ایمان کی بات کرنے کو برین واشنگ کا نام دے دیا۔ 78 چینلوں سے ایمان سوز برین واشنگ کر کے جو نسل تربیت پا رہی ہے اس کے زہریلے پھل ویناملک کے برانڈ ہی ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق امتحان کا ایک مکمل پرچہ ہے۔ جس بارے قرآن آنے والا منظر دکھاتا ہے۔ جس دن حقیقی بادشاہی صرف رحمان کی ہوگی اور وہ منکرین کے لئے بڑا سخت دن ہوگا۔ ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا، کاش! میں نے رسول ﷺ کا ساتھ دیا ہوتا، ہائے میری کم بختی۔ کاش، میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس کے بہکاوے میں آکر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی۔ رسول ﷺ (فرد جرم عائد کرتے ہوئے) کہے گا کہ اے میرے رب! میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو نشانہ تضحیک بنالیا تھا، (قابل التفات نہ جانا، قبول نہ کیا، چھوڑ دیا، پس پشت ڈال دیا) (الفرقان: 26 تا 30) قوم را گندم اگر بہم نہ رسد بھس غنیمت است، کے فارمولے پر کمتر برائی، بہتر قیادت (بھس نما) پر قناعت نہ کرے۔ علاج تنگی داماں اللہ کے پاس ہے۔ نبی ﷺ سے وفا کریں۔ کرسی طلب قیادتوں سے جان چھڑائیں۔ کرسی والوں کی بجائے آیت الکرسی والے سے ڈرنے والے ہی نجات دہندہ ہوں گے۔ اپنا معیار بندگی (معیار زندگی نہیں) درست کیجئے، بڑھائے قیادت اس کے عین مطابق ملے گی۔

یادِ عہد رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے
میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

من حیث القوم ہم جاہل ہیں، ناخواندہ ہیں۔ خواندگی دستخط کرنے کے لائق ہونے کا نام نہیں۔ خواندگی قرآن کے بحر ذخار سے بہرہ مند ہونے اور جمال مصطفےٰ ﷺ سے آنکھیں روشن کرنے کا نام ہے

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

فرقان دانش

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ربیع الاوّل 164 ہجری میں بغداد میں تولد ہوئے۔ والد اور والدہ کی طرف سے آپؒ عربی ہیں۔ نزار بن معد بن عدنان کے واسطہ سے آپؒ کا نسب نبی اکرم ﷺ سے جا کر مل جاتا ہے۔ آپؒ کا خاندان قبیلہ بنوشیبان سے تعلق رکھتا تھا۔ (تاریخ بغداد جلد 4 ص 41)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی نشو و نما بغداد میں ہوئی، یہیں انہوں نے تربیت کے مدارج طے کیے۔ اس وقت کا بغداد معارف اور فنون کا مرکز تھا۔ حضرت امام کی والدہ انہیں جامع العلوم وفنون بنانا چاہتی تھیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آغاز جوانی میں علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا۔ اس زمانہ میں محدثین کرام عالم اسلام کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ چنانچہ بصرہ اور کوفہ میں محدثین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ بغداد جو خلافت اسلامیہ کا پایۂ تخت تھا وہاں محدثین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ امام صاحب نے جب علم حدیث حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تو آپؒ ہر اس جگہ گئے جہاں سے علم حدیث مل سکتا تھا۔ آپؒ نے عراق میں تحصیل حدیث کی، شام گئے، حجاز مقدس کا سفر کیا۔ آپؒ جو احادیث سنتے، انہیں تحریر کر لیتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فقہ وحدیث کے جامع تھے، لیکن آپؒ نے چالیس سال کی عمر سے پہلے حدیث وفتویٰ کی مسند نہیں سنبھالی۔ آپؒ کی شہرت اس سے پہلے آفاق اسلامیہ کے کونے کونے میں پہنچ چکی تھی۔ لہٰذا آپؒ کے حلقہ درس میں ہزاروں افراد شریک ہوتے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے درس و تدریس کی دو مجلسیں تھیں۔

1 ایک مجلس گھر پر منعقد ہوتی تھی۔ اس میں خاص خاص شاگرد شریک ہوتے تھے۔ اس حلقے میں آپؒ کے لڑکے بھی شامل ہوتے تھے۔

2 دوسری مجلس مسجد میں جمتی تھی۔ اس مجلس میں عام لوگ اور تلامذہ کا گروہِ کثیر شریک ہوتا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں فتوحات اسلامیہ میں توسیع کے باعث نئی نئی قوموں سے میل جول کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔ عربی عناصر پر فارسی عناصر غالب آرہے تھے۔ اس دور میں علم کلام زور پکڑ رہا تھا۔ علم کلام میں مذہبی عقائد کو فلسفیانہ طور پر پرکھا جاتا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو علم کلام کی موشگافیوں سے باز رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ معتزلہ کی یہ تحریک اگرچہ بنوامیہ کے دور میں شروع ہوئی تھی، تاہم اسے فروغ عباسیوں کے ابتدائی عہد میں ملا۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے تک ایک اچھا خاصا نام نہاد روشن خیال طبقہ وجود میں آگیا تھا۔ اس طبقے نے قرآن کو مخلوق کہنا شروع کر دیا اور بہت سے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ ہارون کے زمانے میں ان لوگوں کو دربار خلافت میں رسائی حاصل نہ ہوئی تھی۔ لیکن ہارون کے بعد جب مامون نے اقتدار سنبھالا تو وہ اس عقیدے کو ماننے لگا۔ یوں سرکاری طور پر یہ عقیدہ عام ہونے لگا۔ ابتدا میں مامون نے اپنے سرکاری عہدیداروں کو اس پر مجبور کیا، جنہوں نے قبول نہ کیا انہیں مناصب سے الگ کر دیا۔ 218ء میں مامون نے جور و جبر کا راستہ اختیار کیا اور حکم دیا کہ جو شخص خلق قرآن کا قائل نہ ہو اس کو پابہ زنجیر کر کے دربار میں پیش کیا جائے، اور اگر کوئی قید کے باوجود تائب نہ ہوا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ (بحوالہ تاریخ طبری)

اس حکم کے بعد چار اصحاب قدسیہ نے اپنا موٴقف تبدیل کرنے سے انکار کر دیا۔ (1) احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (2) محمد بن نوح (3) القواریری (4) سجادہ۔ چنانچہ فرمان شاہی کے مطابق ان حضرات کو رسیوں میں جکڑ دیا گیا۔ بیڑیوں کی سختیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ دنوں میں القواریری اور سجادہ نے ان کی بات مان لی۔ اب دو افراد کو بیڑیوں میں جکڑ کر مامون کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ راستے میں محمد بن نوح شہید ہو گئے۔ اب صرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے۔ باقی وہ لوگ اس قافلے میں شامل تھے جنہوں نے حکومت کی بات مان لی تھی اور انہیں مامون کے پاس عہد وفاداری کی تجدید کے لئے بھیجا جا رہا تھا۔ یہ قافلہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ مامون کے انتقال کی خبر ملی۔ مامون نے دنیا چھوڑنے سے قبل اپنے بھائی معتصم کو وصیت

کی کہ وہ لوگوں کو اس مسلک کی طرف پوری قوت سے دعوت دے۔ چنانچہ مامون کی وفات کے بعد بھی امام صاحب ؒ کا دورِ ابتلا ختم نہیں ہوا اور انہیں بغداد کی جیل میں بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں معتصم کے دربار میں پیش کیا گیا جہاں انہیں دھمکی اور ترغیب و ترہیب سے اس عقیدہ کو قبول کروانے کی کوشش کی گئی۔ جب دیکھا کہ وہ کسی طور ان کی بات ماننے کو تیار نہیں تو آپؒ کو سخت سزائیں دی جانے لگیں۔ آپؒ پر کوڑے برسائے جاتے یہاں تک کہ آپؒ بے ہوش ہو جاتے۔ پھر آپؒ کو ہوش میں لانے کے لیے تلوار کی نوکیں چبھوئی جاتیں۔ قید و بند کے ساتھ تشدّد اور تعذیب کا یہ سلسلہ کم و بیش ڈیڑھ سال تک جاری رہا۔ جب یہ لوگ مایوس ہوگئے تو آپؒ کو اس حال میں رہا کر دیا گیا کہ آپؒ زخموں سے لہولہان تھے۔ (بحوالہ تالیف ''ابن حنبلؒ'' از محمد ابوزہرہ)

عقیدۂ خلق قرآن:

عقیدۂ خلق قرآن کے مقابلے میں اہل سنت کا عقیدہ اور امت کا اجماع ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے، اس لئے قرآن مخلوق نہیں بلکہ قدیم ہے جبکہ معتزلہ قرآن کو اللہ کی مخلوق کہتے تھے۔

امام احمد ؒ جب تک زخم ٹھیک نہ ہو گئے اپنے گھر میں اقامت گزیں رہے اور درس سے کنارہ کش رہے۔ جب وہ اس قابل ہوگئے کہ چل پھر سکیں تو مسجد جانے لگے اور مسجد میں مسند درس پر بیٹھ گئے، یہاں تک کہ معتصم کا انتقال ہو گیا اور واثق نے اقتدار سنبھالا۔ واثق نے جسمانی ایذا رسانی کا اعادہ تو نہ کیا لیکن آپؒ کو نظر بند کر دیا اور لوگوں کو آپؒ کے پاس آنے جانے سے روک دیا۔ یہ دور پانچ سال تک جاری رہا اور 232ھ میں واثق کے انتقال پر اس کا خاتمہ ہوا۔ متوکل نے اقتدار سنبھالا تو اس فتنے کے بادل چھٹ گئے۔ متوکل نے پچھلے مظالم کی تلافی کے لئے آپؒ کے پاس مال و منال اور عطیات بھیجے تو اس آزمائش پر بلبلا اٹھے، اور فرمایا کہ یہ آزمائش کوڑوں کی مار سے زیادہ سخت ہے اور متوکل کے بھیجے ہوئے خطیر عطیہ کو واپس کر دیا۔ آپؒ اپنے گزر اوقات کے لئے اپنے مکان کے صحن میں کاشتکاری کر لیا کرتے تھے۔ خیر و صلاح، تدوین حدیث، اتباع سنت اور دفاع حق و صدق سے عبارت بھرپور زندگی گزارنے کے بعد امام احمد بن حنبل ؒ کا وصال بغداد میں 77 سال کی عمر میں 241 ہجری میں ہوا۔ آپؒ حنبلی مکتب فکر کے بانی اور امام ہیں، آپؒ کا شمار امت کے نامور مجتہدین میں ہوتا ہے۔ حنفی، مالکی اور شافعی فقہ کی طرح فقہ حنبلی کے پیروکار بھی بڑی تعداد میں عالم اسلام میں موجود ہیں۔

ایک وضاحت

مسلم ہیروز کے زیر عنوان ''امام ابو حنیفہ ؒ'' کے حالاتِ زندگی جو ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 2 میں شائع ہوئے، اس میں ذکر آیا کہ امام ابو حنیفہ ؒ تابعی تھے۔ معزز قارئین، میں سے کچھ اصحاب نے اس پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ''معجم المصنفین، ص23 جلد2 میں جناب حافظ المزی نے بیان فرمایا ہے کہ امام صاحب کی ملاقات 72 صحابہؓ سے ہوئی ہے۔ ''خیرات الحسان'' میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے انسؓ بن مالک کو چند بار دیکھا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ آپؒ نے آٹھ صحابہؓ سے ملاقات کی ہے۔ (طوالت سے بچنے کے لئے یہاں ان صحابہ کرام ؓ کے اسمائے گرامی درج نہیں کیے جا رہے ہیں) اب مسئلہ صرف یہ ہے کہ تابعیت کے لئے صحابیؓ کی زیارت شرط ہے یا ان سے روایت کرنا بھی ضروری ہے۔ اس بارے میں اسلاف کے دونوں اقوال ملتے ہیں۔ کچھ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ صحابیؓ کی زیارت کرنے والا مسلمان تابعی ہے۔ جبکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ تابعی وہ ہے جو صحابہؓ سے روایت بھی کرے۔ اس اعتبار سے یہ حقیقت ہے کہ امام ابو حنیفہ ؒ نے کسی صحابی سے روایت نہیں کیا۔

اسی طرح اس مضمون میں ''یزید'' کا ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد ''مروان'' کے دورِ حکومت میں کوفہ کا گورنر یزید بن عمرو بن ہبیرہ ہے۔ اس نے آپؒ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ دینا چاہا تو آپؒ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر آپؒ کو گرفتار کر کے روزانہ دس کوڑے مارے جانے لگے۔ یہ سزا بعض روایات میں چالیس یوم اور بعض میں دس یوم مذکور ہے۔ (مؤلف)

بانی تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد ؒ
کی سیرت رسول ﷺ پر چند فکر انگیز تصانیف

پتہ: مکتبہ خدام القرآن، 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔
042-35869501-3
e-mail:maktaba@tanzeem.org

نبی رحمت ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے مظاہر

خلافت فورم میں سیرت طیبہ کے ایمان افروز موضوع پر ایک مکالمہ

مہمان گرامی: حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)
میزبان: ایوب بیگ مرزا

سوال : اِس بات پر ہم سب ایمان رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ اس بات پر روشنی ڈالیں کہ آخری نبیؐ ہونے میں کیا فضیلت پوشیدہ ہے؟

حافظ عاکف سعید : یہ بات تمام لوگوں پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں، آپ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ آپ کا سوال اس حوالے سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں فضیلت کا کون سا پہلو پوشیدہ ہے۔ عین ممکن ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ تو نوعِ انسانی کے لیے خیر کا باعث تھا، لہٰذا اس سلسلہ کو جاری وساری رہنا چاہئے تھا۔ اس کو روک دینے میں فضیلت کا کون سا پہلو ہے۔ اِس کے ادراک کے لیے خاتم النبیین اور آخر المرسلین کے مفہوم کو صحیح طور پر سمجھنا ضروری ہے۔ اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ نبوت ورسالت جب اپنے نقطۂ کمال (یعنی جہاں تک نبوت رسالت کی پرواز ہوسکتی تھی) کو پہنچی تو اس کا دروازہ بند کر دیا گیا اور وہ پرواز یا بلندی حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ تھی۔ اس بلندی سے آگے اور کوئی مقام ہی نہیں ہے۔ چنانچہ آپؐ کی نبوت ورسالت کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ آپؐ کو جو کتاب الہدیٰ یعنی قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوئی ہے وہ قیامت تک تمام نوعِ انسانی کے لیے تمام معاملات میں ہدایت و رہنمائی کا سامان رہے گی اور اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کا اصل مفہوم یہ ہے کہ آپؐ واقعتاً تمام رسولوں اور انبیاء کی جماعت کے سرخیل ہیں اور چونکہ آپؐ پر سلسلہ رسالت ونبوت اپنے عروج وکمال کو پہنچ گیا، اس لیے اس کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

سوال : کیا وجہ ہے کہ آپؐ سے پہلے رسولوں کو کئی حسی معجزات عطا فرمائے گئے تھے مثلاً حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا عطا کیا گیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے مردوں کو زندہ کیا وغیرہ، لیکن آپؐ جو سردار انبیاء ہیں اس حوالے سے قرآنِ پاک میں ہمیں معجزات دکھائی نہیں دیتے۔ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

حافظ عاکف سعید: معجزہ ہم عام طور پر خرقِ عادت چیزوں کو کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے کئی خرقِ عادت چیزیں آپؐ سے بھی صادر ہوئی ہیں۔ سیرتؐ میں اِس سلسلے میں کئی واقعات ملتے ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر کہ آپؐ نے تھوڑے سے کھانے میں اپنا لعاب دہن ڈال کر اُسے صحابہ کرامؓ کے کھانے کے لیے کثیر کر دیا۔ اسی طرح پانی کا معاملہ بھی ہمیں ملتا ہے۔ لیکن معجزہ اُصولی طور پر اللہ تعالیٰ کی جناب سے کسی چیلنج کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ لہٰذا معجزہ انسانی بس کی شے نہیں ہے اور یہ کسی رسولؐ کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؐ سے پہلے پیغمبروں کو معجزات عطا کیے گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوٹی کے حسی معجزات عطا کیے گئے تھے۔ مثلاً وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتے۔ مٹی کے کسی پرندے کی شکل بنا کر اُس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھونک ماری تو وہ اُڑتا ہوا پرندہ بن جاتا تھا۔ اسی طرح آپؑ کسی کوڑھ یا برص کے مریض پر یا کسی نابینا شخص کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ شفایاب ہو جاتا تھا۔ یہ حسی معجزات اپنے دور کے لحاظ سے آخری درجہ کے تھے۔ حضور اکرم ﷺ سے بھی اہل مکہ حسی معجزے کا مطالبہ کرتے تھے، لیکن اللہ پاک نے فرما دیا تھا کہ اِن لوگوں کے کہنے پر کسی بھی قسم کا حسی معجزہ نہیں دکھایا جائے گا۔ آپؐ کی جانب سے صرف ایک شقِ قمر کا معجزہ ہمیں ملتا ہے۔ قرآن مجید میں جابجا ہمیں یہ ملتا ہے کہ یہ لوگ آپؐ سے ایسے معجزوں کی فرمائش کرتے تھے جیسا کہ آپؐ سے پہلے پیغمبروں کو عطا کیے گئے تھے۔ اس پر قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف ایک جواب ہوتا تھا کہ آپؐ کا اصل معجزہ قرآن مجید ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن تو ایک کتاب ہے لہٰذا یہ معجزہ کیسے ہوسکتی ہے۔ درحقیقت معجزہ اُس کو کہتے ہیں جس میں انسان اس بات کو تسلیم کرے کہ یہ شے کسی انسانی بس کی بات نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل جادوگر اس حقیقت کو جان گئے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جادو نہیں ہے۔ جادوگر جادو کی حدود و قیود سے واقف تھے۔ لہٰذا وہ یہ پکار اُٹھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہہ رہے ہیں وہ بالکل درست ہے اور ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا کسی بھی طریقہ سے جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح عربوں کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہماری زبان وادب کے آگے باقی تمام دُنیا گونگے کی مانند ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ شعر گوئی، قصیدہ گوئی، خطابت اور فصاحت وبلاغت میں اُن کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ عربی زبان کے ذخیرہ الفاظ میں وسعت اور دیگر خصوصیات عربوں کو باقی تمام قوموں سے ممتاز کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی میدان میں عربوں کو شکست دی اور قرآن کو معجزہ بنا کر عربوں کے سامنے پیش کیا اور انہیں چیلنج کیا کہ اگر تمہیں یہ شک ہے کہ اس قرآن کو محمدؐ نے اپنی طرف سے گھڑ کر پیش کیا ہے (معاذ اللہ) تو اس قرآن میں موجود سورتوں جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ کیونکہ تمہارے اندر تو بہت سے شعراء اور فصحاء موجود ہیں۔ اُس دور میں بلند پایہ قصیدوں کو خانہ کعبہ پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ گویا قصیدہ شاعر کا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا اُس دور میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی جس دور میں علم البیان اپنے عروج پر تھا۔ سورۃ بنی اسرائیل میں یہ چیلنج ہے کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ ایک انسانی کلام ہے تو تم تمام دنیا کے انسانوں اور جنات کو بھی اپنے ساتھ شامل کر کے اس جیسا کلام بنا لاؤ، اگر تم سچے ہو۔ اسی طرح سورۃ ہود میں یہ کہا گیا ہے کہ اس جیسی دس سورتیں ہی بنا کر لے آؤ۔ پھر سورۃ یونس اور سورۃ البقرہ میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تمہیں اس قرآن میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ۔ یعنی سورۃ کوثر جیسی تین آیات پر مشتمل ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا کر لے آؤ۔ یہ ہے وہ معجزہ قرآنی جس کے آگے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اس سے بڑا معجزہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر حسی معجزہ پیغمبر کے جانے کے ساتھ ختم ہو جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آیا تو پھر اُس عصا کی

تاثیر معجزے والی بن گئی۔ وہی عصا کسی اور کے ہاتھ میں معجزہ نہیں تھا۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد وہ صرف ایک لاٹھی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حسی معجزے بھی اُن کی وفات کے بعد مفقود ہو چکے ہیں۔ لیکن قرآن مجید جو آپؐ کو عطا کیا گیا تھا زندہ معجزہ ہے۔ وہ اپنی مکمل تاثیر اور آب و تاب کے ساتھ آج بھی موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔ آپؐ کی رسالت قیامت تک کے لیے ہے۔ آپؐ کو معجزہ بھی وہ دیا گیا ہے جو قیامت تک قائم ہے۔

سوال : جو احکامات قرآنِ مجید میں موجود ہیں وہ دائمی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہیں۔ ہمارے زمانے کچھ لوگ اس قسم کی رائے بھی دیتے ہیں کہ آپؐ کے احکامات صرف آپؐ کے زمانے تک محدود تھے اور اُس وقت کے لوگوں پر لازم تھا کہ وہ اُن احکامات کی پیروی کریں، اب اُن کو حکم بجا لانا لازم نہیں ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

حافظ عاکف سعید: میرے نزدیک یہ بات قرآنِ مجید سے ناواقفیت کا مظہر ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپ کا حکم صرف آپؐ کے دور کے لیے ہی تھا تو میرے نزدیک یہ خود ایک معنی میں قرآنِ پاک کا ہی انکار ہے۔ وہ اس لیے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں، اللہ تعالیٰ کے نمائندے اور مطاع ہیں۔ قرآن پاک خود یہ کہتا ہے کہ جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کی اُس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی رسولؐ کے واسطے سے ہے۔ اسی طرح آپؐ سے محبت ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے۔ قرآنِ پاک (سورۃ التوبہ آیت 24) میں آٹھ چیزوں کے حوالے سے یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر ان چیزوں کی محبت اللہ اور اُس کے رسولؐ سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھی ہوئی ہے تو پھر تم ناکام ہو اور اب اپنے انجام کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں کو ہدایت ہرگز نہیں دیتا ہے۔ قرآن جو نوع انسانی کو عطا ہوا ہے آپؐ کی لسانِ مبارک سے ہی عطا ہوا ہے اور قرآنِ پاک آپؐ کے قلب مبارک پر نازل ہوا ہے۔ قرآنِ مجید تو ہمیں آپؐ کے وسیلے سے ہی ملا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں مزید وضاحت اس طرح فرما دی کہ اس قرآن پاک کے علاوہ بھی آپؐ جو باتیں بتاتے ہیں یعنی جو کام کرنے کا حکم دیتے یا جس چیز سے منع فرماتے ہیں یہ ساری چیزیں بھی اللہ پاک کی جانب سے ہی ہیں۔ یہ رسولؐ اپنی جانب سے کچھ نہیں کہہ رہے۔ یہ سب کچھ اللہ پاک ہی کی جانب سے ہے۔ لہٰذا اس صورتِ حال کے پیش نظر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپؐ کی حیثیت صرف ایک پیامبر کی ہے تا قیامت مطاع کی نہیں ہے، تو یہ بات سراسر غلط ہے، کیونکہ قرآن پاک کی تشریح و توضیح بھی آپؐ کے فرائض میں شامل ہے۔ قرآن پاک نے بہت سی چیزیں تفصیل طلب بھی چھوڑی ہیں اس لیے نہیں کہ انسان اُن کو سمجھ ہی نہ سکے۔ بلکہ اس لیے کہ آپؐ اُن کی وضاحت فرمانے کے لیے موجود ہیں۔ مثلاً نماز کی تاکید قرآن میں بے شمار جگہ ہے۔ لیکن نماز کی رکعتیں کتنی ہیں اور انھیں کیسے ادا کرنا ہے، یہ سب ہمیں آپؐ کے طرزِ عمل سے ہی پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ آپؐ معلم قرآن ہیں۔ لہٰذا آپؐ قیامت تک کے لیے تمام بنی نوع انسان کے راہبر و رہنما ہیں۔ قرآنِ مجید الفاظ کا ایک مجموعہ ہے اور اُس مجموعے کی عملی تصویر نبی پاکؐ ہیں۔ دراصل بعض لوگوں کا یہ مسئلہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ زمانے کے ساتھ بھی چلیں اور اُن کا ایمان اور اسلام بھی محفوظ رہے۔ آج کل بے پردگی اور موسیقی عام ہے۔ لہٰذا یہ سب بھی چلتا رہے اور اسلام بھی اس کی ساتھ موجود رہے۔ اس حوالے سے کچھ لوگوں کا طرزِ عمل یہ ہے کہ صرف قرآن کو سامنے رکھو اور حدیث مبارکہ کو ترک کر دیا جائے کیونکہ بہت سی تفصیلات احادیثِ مبارکہ سے ملتی ہیں۔ اس لیے یہ کہہ دینے سے کہ چونکہ فلاں بات کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، لہٰذا اِسے چھوڑ دو، اپنے نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنے والوں کو مختلف حیلے بہانے مل جاتے ہیں۔ قرآنِ پاک اور آپؐ کی سیرت مبارکہ دراصل ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔

سوال : یوں تو آپؐ کا ہر عمل ہمارے لیے قابل احترام اور قابل تقلید بھی ہے، لیکن آپ حضور اکرم ﷺ کس سنت کو دائمی سنت قرار دیں گے، جسے آپؐ نے تاحیات برقرار رکھا؟

حافظ عاکف سعید : ویسے تو آپؐ کی چھوٹی چھوٹی تمام سنتوں میں بڑی فضیلت اور روحانیت موجود ہے۔ آپؐ کی بتائی ہوئی ہر شے قابل اتباع ہے۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپؐ کی ترجیحات کیا تھیں یعنی کس کام کو آپؐ نے سب سے زیادہ اہمیت دی ہے تو وہ دعوت و اقامت دین کی جدوجہد ہے یعنی دین کی دعوت دینا اور دین کو قائم کرنا۔ آپؐ نے وحی کے آغاز سے لے کر پردہ فرمانے تک دعوت دین کا کام جاری و ساری رکھا۔ مجھے اس موقع پر اپنے والد گرامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کے یہ الفاظ یاد آ رہے ہیں کہ آپؐ نے جو کام مسلسل اور بغیر وقفے کے کیا ہے وہ دعوت اور دین کی اقامت کی جدوجہد ہے۔ اللہ کا قرآن اور پیغام لوگوں تک پہنچ جائے اور جو نظام دین حق کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر نافذ ہو جائے، تاکہ وہ نوع انسانی کے لیے خیر و رحمت کا باعث ہو۔ یہی کام سب سے زیادہ آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں ہمیں نظر آتا ہے۔

سوال : 12 ربیع الاوّل حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن ہے، اگرچہ اِس میں اختلاف بھی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں جیسے اس دن کے حوالے سے چراغاں ہوتا ہے اور جلوس وغیرہ نکالے جاتے ہیں، اس حوالے سے آپ ہمارے ناظرین کی رہنمائی فرمائیں؟

حافظ عاکف سعید : یقیناً آپؐ کی آمد تمام بنی نوع انسان کے لیے اتنی زیادہ باعثِ مسرت ہے کہ شاید اُسے الفاظ میں بیان نہ کیا جا سکے، آپؐ رحمۃ للعالمین ﷺ بن کر تشریف لائے تھے۔ جہاں تک تاریخ ولادت کا تعلق ہے کہ وہ 12 ربیع الاوّل ہے یا 9 ربیع الاوّل تو اس میں اختلاف ہے۔ سیرت کی ایک انعام یافتہ کتاب ''الرحیق المختوم'' ہے۔ اس کے مطابق آپؐ کی ولادت باسعادت 9 ربیع الاوّل ہے۔ البتہ اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا وصال 12 ربیع الاوّل کو ہوا۔ آپؐ کی محبت میں تو کوئی شک نہیں ہے لیکن آپؐ نے فرمایا ہے کہ دین وہ ہے جس پر میں نے اور میرے صحابہؓ نے عمل کیا اور صحابہ کرامؓ کو قرآنِ پاک نے یہ مقام دیا ہے کہ وہ لوگ صحیح راستے پر گامزن تھے۔ لہٰذا آپؐ سے صحیح محبت کے اظہار کے لیے ہمارے لیے رول ماڈل صحابہ کرامؓ ہیں، کیونکہ اُن سے بڑھ کر کوئی بھی حضور اکرم ﷺ سے محبت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہمیں حُبِ رسولؐ کے ضمن میں صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنا چاہیے، کیونکہ قرآنِ پاک میں عیسائیوں کے بارے میں یہ ارشاد آیا ہے کہ انہوں نے محبت کے غلو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ اُس قسم کے انداز اختیار نہ کریں جو خود حضور اکرم ﷺ کو پسند نہیں تھے۔

سوال : یہ بتائیں کہ ایک مسلمان کے لیے حبِ رسول ﷺ کے کیا تقاضے ہیں؟

حافظ عاکف سعید : وہ شخص جو اپنی زندگی اللہ اور اُس کے رسول کی تعلیمات کے مطابق گزارنا چاہتا ہو اُسے چاہیے کہ اللہ اور رسولؐ اللہ کی اطاعت کو ہر قیمت پر مقدم رکھے۔ صرف مسجد یا گھر میں ہی نہیں بلکہ بازار اور کاروبار میں بھی مقدم رکھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں بھی اُسے مقدم رکھے۔ جو دین آپؐ لے کر آئے ہیں اور جس کا عملی نمونہ آپؐ نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اُس دین پر

ہمیں حتی الوسع عمل کرنا ہے۔ جس مشن کے لیے آپؐ اور صحابہ کرامؓ نے اپنا گھر بار چھوڑا اور جس مشن کے لیے اُنہوں نے جہاد وقتال کیا اُس مشن کو ہمیں اپنانا ہوگا، اور وہ غلبۂ دین کا مشن ہے، تب کہیں حب رسولؐ کے تقاضے پورے ہوں گے۔

سوال : قرآن میں آپؐ کو رحمۃ للعالمین کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے مظاہر کے بارے میں بتائیں؟

حافظ عاکف سعید: رحمۃ للعالمین کا لقب آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اور یہ آپؐ کی بہت اونچی شان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے عظیم اور بزرگ وبرتر ہستی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد تمام مخلوقات و موجودات میں آپؐ کی ذات

کا خیال رکھو اور ان پر ظلم کرنے سے بچو۔ اس لحاظ سے آپؐ تمام عالم کے لیے رحمت ہیں۔ آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب، رحمت قرآن مجید سے جنات بھی فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپؐ کو محسنِ انسانیت تو کہا جاتا ہے لیکن رحمت کے حوالے سے یہ بات انسانیت سے بھی بہت آگے چلی جاتی ہے۔ آپؐ کا جو لقب رحمۃ للعالمین ہے اُس میں ایک تو یہ عالم ارض وسما ہے اور ایک عالم آخرت بھی ہے۔ یعنی آپؐ کی رحمت کی وسعت کا اندازہ لگانا کسی بشر کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپؐ کی رحمت کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ آج کے دور میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اُس رحمت کا مظہر کیا ہے؟ اس تناظر میں اس سوال کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جب آج کے حالات کے پیش نظر ہم اللہ تعالیٰ سے یہ شکوہ کر رہے ہوتے ہیں کہ۔

> ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو آپؐ کی رحمۃ للعالمینیؐ کے عظیم مظہر اسلام کے عادلانہ نظام سے محروم کر رکھا ہے۔ آج دنیا میں 57 اسلامی ممالک ہیں، لیکن کسی ایک ملک میں بھی اللہ تعالیٰ کا نظام قائم نہیں ہے۔
> اللہ کے دین سے بے وفائی کے سبب ہی مسلمان قوم پر ذلت و مسکنت کا عذاب مسلط ہے

مبارک عظیم ترین اور قابل احترام ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آپؐ کی رحمت کے مظاہر کیا ہیں؟ آپؐ کی رحمۃ للعالمینی کے کچھ مظاہر وہ ہیں کہ جن کو آپؐ کی حیات طیبہ کے دوران صحابہ کرامؓ بلکہ آپؐ کے دشمن بھی دیکھتے تھے۔ جیسے آپؐ کو اہل مکہ ذہنی اور جسمانی ایذائیں دے رہے تھے اور آپؐ انہیں دعائیں دے رہے تھے۔ یہ رحمت کا وہ معاملہ تھا جو اُن لوگوں کے سامنے بھی آ رہا تھا جو کہ آپؐ کے بدترین دشمن تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اُن لوگوں کو معاف فرما دیا تھا جنہوں نے 13 سال مکہ اور 10 سال مدینہ میں آپؐ پر قافیۂ حیات تنگ کیے رکھا تھا۔ آپؐ کے بدترین دشمن بھی اُس رحمت کا نہ صرف مشاہدہ کر رہے تھے بلکہ اُس رحمت سے فیض بھی پا رہے تھے۔ آپؐ کی رحمت سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ جانور اور جنات بھی فیض پا رہے تھے جیسا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے ایک گدھے کا منہ داغ دیا تھا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُس شخص پر جس نے اس گدھے کا منہ داغا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اُونٹ کو دیکھا، جس کا پیٹ اُس کی کمر سے لگا ہوا ہے تو آپؐ نے خطبہ دیا کہ اللہ سے ڈرو اور ان بے زبان جانوروں کی ضروریات

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

رحمۃ للعالمینؐ کی امت آج اللہ کی رحمت سے محروم ہے، آج امت ذلت وخواری میں مبتلا ہے۔ اس کا کیا سبب ہے۔ یہ ہے سب سے بڑا سوال کہ آج ہم لوگوں کو کیسے بتائیں کہ ہم اُس نبی رحمت کے اُمتی ہیں جن کی رحمت کا سلسلہ قیامت تک جاری وساری ہے۔ اس حوالے ہمیں اچھی طرح سے یہ جان لینا چاہیے کہ آپؐ کی رحمت کے اصل مظاہر کیا ہیں۔ ان مظاہر کو قرآن نے اُجاگر کیا ہے۔ میرے محدود مطالعہ کی حد تک از روئے قرآن آپؐ کی رحمت کے خاص مظاہر دو ہیں: الہدیٰ اور دین حق، جن کا ذکر آپؐ کے مقصد بعثت کے ضمن میں قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اسے قرآن مجید کا مرکزی مضمون گردانتے ہیں، اس مضمون میں اُن دو عظیم ترین نعمتوں کا ذکر ہے جنہیں حضور اکرم ﷺ کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ یعنی ''الہدیٰ'' اور ''دین حق'' یعنی قرآنِ مجید اور تمام دُنیا کے لیے ایک عالمی عادلانہ نظام اجتماعی یعنی System Of Social Justice جس میں ہر پہلو سے عدل وانصاف ہو، اور وہ نظام انسانی فطرت کے عین مطابق بھی ہو۔ اس دنیا کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے مکمل گائیڈ بک یہ قرآن مجید ہے۔ اس گائیڈ بک کو ہم اپنائیں گے تو آخرت میں کامیاب ہوں گے وگرنہ ناکام ہو جائیں گے۔ یعنی قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر ہے جو رحمۃ للعالمین کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ اس قرآن پاک کو اگر ہم اپنا لیں اور مضبوطی سے تھام لیں تو اس سے ہمارے معاشرے میں جو رحمت عام ہوگی وہ ہمارے اندازے اور سوچ سے باہر ہے۔ اگرچہ یہ قرآن آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنے گا۔ لیکن اُس کا نظام اپنانے سے انسانوں کو ایک بہترین ماحول ملے گا، لوگوں کو حقوق ملیں گے اور اُن کی جان مال عزت و آبرو کی حفاظت ہوگی۔ یہ نظام ''دورِ خلافت'' اپنے پورے حسن وخوبی کے ساتھ نوعِ انسانی کے سامنے آیا۔ وہ ایک عظیم نظام تھا جس میں امن وامان اور عدل وانصاف اپنی مثال آپ تھا۔ اس سے دنیا پر آشکارا ہو گیا کہ آپؐ واقعی تمام بنی نوع انسان کے لیے رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے ہیں۔ درحقیقت یہ آپؐ کی اس دنیا میں رحمۃ للعالمینی کا سب سے بڑا مظہر تھا۔ چنانچہ اُس دور میں کروڑوں لوگ اُس نظام کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ آج ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو آپؐ کی رحمۃ للعالمینیؐ کے اس عظیم مظہر سے محروم کر رکھا ہے۔ آج پوری دنیا میں 57 اسلامی ممالک ہیں، لیکن کسی ایک ملک میں بھی اللہ تعالیٰ کا نظام قائم نہیں ہے۔ چونکہ ہم اللہ اُس کے رسولؐ اور اُس کے دین سے بے وفائی کر رہے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق آج مسلمان قوم پر ذلت و مسکنت کا عذاب مسلط ہے۔ اسی لیے ہمیں سمجھ نہیں آ رہا کہ اُس رحمۃ للعالمینیؐ کا اصل مظہر کیا ہے۔

(مرتب: محمد بدرالرحمٰن)

(قارئین: اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ (www.tanzeem.org) پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔ پروگرام کے بارے میں اپنی آراء اور تجاویز (media@tanzeem.org) پر ارسال کیجئے۔)

دھرنوں کے اس موسم میں

اوریا مقبول جان

ان لوگوں میں کوئی عالمِ دین نہیں تھا کہ جس نے مسجد کی چٹائیوں پر عمر گزار کر دین حاصل کیا ہو، قرآن وسنت کے احکامات جس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تو اسلام کے بنیادی اصولوں سے بھی دور کا واسطہ نہیں رکھتے تھے کہ یہ امریکہ کے وہ لبرل لوگ تھے کہ جن کے ہاں کسی مذہب اور عقیدے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ان میں 80 فیصد خود کو لبرل کہتے تھے، 15 فیصد ماڈریٹ اور 5 فیصد قدامت پرست کہلاتے تھے۔ یہ لوگ نہ تو عیسائی کہلانا پسند کرتے تھے اور نہ یہودی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مدتوں جمہوری نظام کے تحت زندگیاں گزاری تھیں۔ ان کے رگ وپے میں سود سے کمائی گئی آمدنی دوڑ رہی تھی اور یہ کاغذ کے نوٹوں، پلاسٹک کے کریڈٹ کارڈوں اور بینکوں کے کھاتوں کے درمیان رہتے تھے۔ یہ کسی اسلامی شریعت کے نفاذ کی علمبردار سیاسی جماعت کے کارکن بھی نہ تھے۔ انہیں شاید علم بھی نہ ہو کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق اللہ اور اُس کا رسول ﷺ سود کے خلاف جنگ کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ تو جمہوریت کے مطابق حقِ حکمرانی عوام کو دیتے تھے جبکہ مسجد کی چٹائیوں پر بیٹھنے والے اور اسلام کی بالادستی پر کتابیں لکھنے والے علماء اور اسلامی نظام کی علمبردار پارٹیاں سمجھتی ہیں اور اعلان بھی کرتی ہیں کہ حقِ حکمرانی صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔

لیکن یہ وہ لوگ تھے جو جان چکے تھے کہ ان کی پریشانیوں، مصیبتوں اور آفتوں کی وجہ صرف اور صرف بینکوں کا نظام اور سود ہے جس پر سرمایہ درانہ نظام کی بنیاد استوار ہے۔ ان کو علم ہو چکا تھا کہ جمہوریت کا دکھاوا، ڈھکوسلا، ایک ایسا فراڈ ہے جس میں بینکوں کے سودی نظام سے مصنوعی دولت کا انبار اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر دولت کو الیکشن میں جھونک کر اپنی مرضی کے کٹھ پتلی حکمران عوام پر مسلط کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس سارے سودی جمہوری نظام کی جڑ ''وال سٹریٹ'' کے گرد دھرنا دینے کے لیے ایک تحریک کا آغاز کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ وال سٹریٹ جسے دنیا کا معاشی ہیڈ کوارٹر کہا جاتا ہے وہی اصل خرابی کی جڑ ہے۔ انہوں نے جس تحریک کا آغاز کیا اُس کا نام تھا "OCCUPY WALL STREET" یعنی وال سٹریٹ پر قبضہ کرو اور پھر پوری دنیا کو اپنے اس پیغام سے حیران کر دیا۔ ان کے مقاصد دیکھیں تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ سید الانبیاء ﷺ کی تعلیمات سے روشنی لے رہے ہوں۔ انہوں نے کہا ہم وہاں اس لیے اکٹھے ہوں گے کہ پورے معاشرے کو معاشی ناہمواری، لالچ، کرپشن، دولت کی نامساوی تقسیم، بینکوں کے سودی نظام اور کارپوریٹ سرمایے کی جمہوریت پر بالادستی سے نجات دلائیں۔

جولائی 2011ء کو اجتماع کرنے والوں نے اپنے آپ کو مجتمع کرنا شروع کیا۔ انہوں نے ہفتہ وار میٹنگوں کا آغاز کیا۔ 17 ستمبر 2011ء کو یہ لوگ بینکوں کی علامت چیز مین ہٹن (CHASE MANHATTAN) پلازہ کے سامنے واقع زکوٹی پارک میں جمع ہوگئے۔ ان کے نعرے غضب کے تھے۔ جو سب سے مقبول ہوا تھا ''We ARE 99%'' ہم ننانوے فیصد ہیں۔ یعنی ایک فیصد لوگوں نے سودی نظام، سرمایہ دارانہ آمریت اور جمہوری فراڈ کے ذریعے ہم پر اپنا غلبہ قائم کر رکھا ہے۔ دوسرے تمام نعرے بینکوں کے نظام، ان کی جارحانہ خرید وفروخت اور لوگوں کے سرمائے سے کھیلنے کے بارے میں تھے۔ 17 ستمبر کو نیویارک کے شہر میں شروع ہونے والے اس دھرنے نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں سے کوئی ایک بھی بڑا شہر ایسا نہ تھا جس کے کاروباری مراکز اور بینکوں کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے لوگ احتجاج نہ کر رہے ہوں۔ یورپ کے ملکوں میں تو یہ نعرہ اس قدر مقبول ہوا کہ سب کے سب گھبرا کر رہ گئے یعنی ''LET US BANK THE MUSLIM WAY'' ''آیئے ہم مسلمانوں کی طرح بینکوں کا نظام بنائیں''۔ یہ اشارہ آج کے مسلمانوں کی جانب ہرگز نہ تھا جو خود سود کے نظام میں جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ تو قرونِ اولیٰ کے اُس زمانے اور اسلام کی ہدایات کی طرف اشارہ تھا کہ جس معاشرے میں سود کی لعنت موجود نہ تھی اور لین دین میں شراکت کے سنہری اصول اپنائے جاتے تھے۔ آپ حیران ہوں گے کہ دھرنا دینے والوں میں 81.2 فیصد گورے تھے، 6.8 فیصد ہسپانوی، 2.8 فیصد ایشیائی اور 1.6 فیصد کالے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے روزمرہ کے اخراجات کے لیے وہاں ایک باکس رکھا تھا جس میں روزانہ اتنی رقم جمع ہو جاتی جو ان کے کھانے پینے اور رہنے وغیرہ کے اخراجات سے کہیں زیادہ ہوتی۔ ان کا کوئی لیڈر نہ تھا بلکہ انہوں نے 70 ورکنگ گروپس بنائے ہوئے تھے جو اس دھرنے کا انتظام سنبھالتے اور لوگوں سے رابطے کرتے۔

نیویارک میں سردیاں آگئیں، برف پڑنے لگی، لیکن یہ وہیں پر دھرنا دیئے بیٹھے رہے۔ یہ صورت حال اس قدر خطرناک تھی کہ ان کے وہاں بیٹھنے سے عوام کی رائے میں تبدیلی کی ہوا چلنا شروع ہوگئی۔ ایسے میں سودی نظام اور اس کے بل بوتے پر قائم جمہوری آمریتیں کہاں چین سے بیٹھ سکتی تھیں۔ 15 نومبر کو پولیس نے انہیں نوٹس دیا کہ ان کے یہاں بیٹھنے سے لوگوں کی سہولیات اثر انداز ہو رہی ہیں۔ یہاں آگ لگنے کا خطرہ ہے، یہاں کا سیوریج سسٹم ناکارہ ہو سکتا ہے اور پھر ان پر مرچوں والے پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا، لاٹھی چارج ہوا اور ان میں سے کئی سو گرفتار ہوگئے۔ لیکن ان کے اس دھرنے نے پوری دنیا میں لکھنے والوں کے سامنے ہزاروں سوال کھڑے کر دیئے، جن میں سب سے اہم یہ تھا کہ کیا سود کی بنیاد پر کوئی معیشت مزید قائم رکھی جاسکتی ہے؟ اور دوسرا یہ کہ کیا جمہوریت کو کارپوریٹ کلچر کی بے انتہا دولت کے اثر اور غلامی سے نجات دلائی جاسکتی ہے؟۔ اگر یہ دونوں کام نہیں ہو سکتے تو پھر دونوں نظام

معاشرے کا وہ ناسور ہیں جس کے خلاف آج نہیں تو کل ایک لاوا ضرور پھوٹے گا اور پھر کچھ باقی نہیں بچے گا۔

یہ تو وہ لوگ تھے جن کا اسلام سے نہ کوئی تعلق تھا اور نہ واسطہ، لیکن میرے ملک میں دین سے وابستہ کسی مسلک کا کوئی فرد ایسا نہیں جس نے قرآن کے یہ احکام نہ پڑھے ہوں کہ سود لینے اور دینے والوں کے خلاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ جنگ کا اعلان کرتے ہیں۔ انہوں نے سود کے نظام کا مطالعہ بھی کیا ہوگا۔ انہیں برائی سے روکنے اور اچھائی کا حکم دینے کی آیات کا بھی بغور علم ہوگا۔ اللہ نے قرآن میں سود کے خلاف جنگ کے لیے لفظ ''حرب'' کا استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے کیل کانٹے سے لیس جنگ، لیکن اس امت کی اس قدر بدقسمتی ہے کہ سب دین جاننے والے، جمہوریت، آئین اور پارلیمنٹ کے تحفظ کے لیے جنگ کا اعلان کرتے ہیں تو ان کے منہ سے غصے کی آگ نکل رہی ہوتی ہے؛ حالانکہ قیامت کے روز اللہ نہ تو جمہوریت کے بارے میں سوال کرے گا نہ ہی آئین اور پارلیمنٹ کے بارے میں۔ ہاں یہ ضرور پوچھا جائے گا کہ جب میں اور میرا رسول ﷺ سود کے خلاف جنگ کا اعلان کر چکے تھے تو تم کہاں تھے؟ حیران ہوتا ہوں کہ جب عید میلاد النبی کا جلوس سڑکوں سے گزرتا ہوگا اور ہر چوراہے پر بینکوں کے اشتہاروں کی صورت اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ کا اعلان موجود ہوگا تو میرے آقا ﷺ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ جب محرم کا ذوالجناح کسی بڑے بینک کی عمارت کے سامنے رکتا ہوگا جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف ایک مرکز جنگ ہے تو سیدنا امام حسینؓ پر کیا بیتتی ہوگی۔ جب کسی ایسے چوک میں شانِ صحابہؓ کانفرنس یا اللہ کی توحید کے اعلان کا جلسہ منعقد ہوتا ہوگا جن کے چاروں جانب اسی اللہ کے خلاف جنگ کے اعلان کے اشتہارات لگے ہوں گے تو اللہ ہم سب کے بارے میں کیا گمان کرتا ہوگا۔ دھرنوں کا موسم ہے۔ ہر کوئی پارلیمنٹ میں اپنی سیٹ اور پارٹی کی عزت بچانے کے لیے دھرنے دے رہا ہے اور دوسری جانب میرا اللہ اور میرا رسول ﷺ اس اُمت کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کون ہے جو ان کے ساتھ اس میدان میں اُترتا ہے۔ پتہ نہیں کیوں خوف سے کانپ جاتا ہوں جب سوچتا ہوں کہ کہیں روزِ قیامت اللہ یہ نہ فرما دے کہ تم سے تو نیویارک کے وہ ملحد اور بے دین بہتر تھے کہ جنگ کے دوران میرے ساتھ تو کھڑے تھے۔

(بشکریہ روزنامہ ''دنیا'')

قول سدید

اصلی دہشت گرد کون؟

گھر کے بھیدی کی گواہی

مرسل: شعیب تنولی

پیئرے ووجل کوبلنز Koblenz (Pierre Vogel) ابوحمزہ ایک مشہور جرمن مبلغ اسلام اور سابقہ پروفیشنل باکسر ہیں۔ 20 جولائی 1978ء کو جرمنی میں پیدا ہوئے۔ اپنی تعلیم برلن میں مکمل کی۔ 2001ء میں اسلام قبول کیا اور اسلامی تعلیمات یہاں جرمنی میں ہی حاصل کیں۔ اس کے بعد کچھ سالوں کے لئے ام القریٰ مکہ میں عربی زبان اور قرآن شریف کی تعلیمات حاصل کرنے چلے گئے۔ 2006ء میں مکہ سے واپس برلن آ گئے اور یہاں کی مقامی مسجد النور میں اسلام کی تعلیم دینا شروع کی۔ اس کے بعد کئی یونیورسٹیوں اور عیسائی کمیونٹی کو لیکچرز دیئے۔

پیئرے ووجل نے اپنی باکسنگ کے کیریئر کے دوران چھیاسٹھ غیر رسمی مقابلے لڑے، جبکہ 22 سال کی عمر میں باقاعدگی سے ساویر لینڈ کلب سے منسلک ہو کر 7 رسمی مقابلے لڑے، جن میں سے چھ میں ناقابل شکست رہے۔

وہ اپنی عمر کے چودھویں سال سے ہی انجیل پڑھ کر اپنے پادری سے انجیل اور عیسائیت سے متعلق عجیب و غریب سوال کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک بار پادری نے ان سے یہ تک کہہ دیا کہ ہاں یہ انجیل مقدس تحریف شدہ کتاب ہے۔ کچھ سالوں کے بعد پیئرے نے ایک مشنری سے سوال کیا کہ ہمارے اصل اہداف کیا ہیں تو مشنری نے کہا: اسلام کا خاتمہ ہمارا اصل ہدف اور مشن ہے۔ اس دن کے بعد پیئرے ووجل نے اسلام کے متعلق پوچھنا اور جاننا شروع کیا اور قرآن مجید کو سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک مکمل پڑھا۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات پڑھ کر پیئرے ووجل نہایت حیران رہ گئے، کیونکہ وہ تو اپنی کتاب مقدس میں کچھ یوں پڑھتے آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب (علیہ السلام) کے ساتھ کُشتی لڑی اور یعقوب کو شکست دے دی۔ قرآن کو مکمل پڑھتے ہی پیئرے ووجل نے اسلام قبول کر لیا۔

آج کل وہ جرمنی میں اسلامی تعلیمات پر لیکچرز دیتے ہیں اور ہر لیکچر کے اختتام پر بیسیوں لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ پیئرے ووجل نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام صلاح الدین پیئرے ووجل رکھا اور جرمنی میں رہ کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانا پسند کیا۔ اُن کے ہاتھ پر اب تک تین ہزار سے زیادہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ عرب اُن کے لئے فاتح جرمنی (فاتح المانیا) کا لقب استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے مراکش کی ایک مسلمان خاتون سے شادی کی اور تین بچوں کے باپ ہیں۔

ایک بار ان سے ایک پریس کانفرنس میں ''اسلام اور دہشت گردی'' کا آپس میں تعلق بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کا نہایت جراتمندانہ جواب دیا جو تاریخی حقائق کی روشنی میں تھا۔ انہوں نے کہا: اگر مسلمان دہشت گرد ہیں تو مجھے بتایئے:

☆ کیا مسلمانوں نے پہلی جنگ عظیم کی آگ بھڑکائی؟

☆ کیا مسلمانوں نے دوسری جنگ عظیم شروع کی؟

☆ کیا مسلمانوں نے آسٹریلیا کے دو کروڑ اصلی باشندوں کو موت کے گھاٹ اتارا؟

☆ کیا مسلمانوں نے ہیروشیما اور ناگاساکی کو نیست و نابود کرنے کے لئے ایٹم بم گرائے؟

☆ کیا مسلمانوں نے شمالی امریکا میں دس کروڑ سے زیادہ ریڈ انڈینز کو ہلاک کیا؟

☆ کیا مسلمانوں نے جنوبی امریکہ میں پانچ کروڑ سے زیادہ ریڈ انڈینز کو مارا؟

☆ کیا مسلمان اٹھارہ کروڑ سے زیادہ سیاہ فاموں کو ان کے ملکوں سے غلام بنا کر لائے، جن میں سے 77 فیصد افریقی جانوروں کی طرح لائے جانے کی وجہ سے راستے میں ہی مر گئے اور ان کی لاشوں کو بحر اوقیانوس میں پھینک دیا گیا؟ نہیں، یہ سب کچھ مسلمانوں نے نہیں کیا۔ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے مزید کہا کہ: ''دہشت گردی کو اسلام کے ساتھ جوڑنے سے قبل ہمیں دہشت گردی کے معنی اور مفہوم کو اچھی طرح سمجھنا ہوگا۔ کیونکہ جب بھی کوئی غیر مسلم غلط کام کرتا ہے تو اسے محض ایک جرم سمجھا جاتا ہے، لیکن اگر وہی غلط کام کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے تو اسے فوراً دہشت گردی کہہ دیا جاتا ہے! ضروری ہے کہ ان چیزوں کو ناپنے کے لئے دو مختلف پیمانے نہ رکھے جائیں اور سچ جاننے کی کوشش کی جائے کہ اصلی دہشت گرد کون ہیں؟

فحاشی وعریانی کا طوفان

ہم کب جاگیں گے؟

مولانا زبیر احمد صدیقی

اسلام کلمہ طیبہ کے نام اور دو قومی نظریہ کے فلسفہ پر معرض وجود میں آنے والی مملکتِ خداداد ''پاکستان'' کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے، اسلامی اقدار کو مسخ کرنے اور اسلامی تہذیب وثقافت کو مغرب کے حیاباختہ کلچر میں بدل دینے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جارہا ہے۔ عرصہ دراز سے لادین قوتیں اپنے غیر ملکی آقاؤں کی سرپرستی میں اس تگ ودو میں لگی ہوئی ہیں کہ کسی بھی طرح سے اس ملک کی اسلامی، دینی مذہبی اور مشرقی الغرض کسی بھی قسم کی اساسی شناخت کو نہ صرف ختم کیا جائے بلکہ اس ملک کو خالصتاً سیکولر اور لادین ریاست کا درجہ دلایا جائے، اس وطن کے باسی بھی مادر پدر آزاد ہوں، ان کا لباس، وضع قطع، فکر ونظر اور بودوباش ہمہ قسم طور طریقے مغربی اور غیر اسلامی بن جائیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے ان شیطانی قوتوں نے جہاں ایک جانب آئین پاکستان سے اسلامی دفعات کے اخراج، پاکستان کے نام سے ''اسلامی'' جمہوریہ کے خاتمہ، حقوق نسواں کے نام پر آزاد خیالی، بے راہ روی اور ہم جنس پرستی جیسے خبیث اور مکروہ اعمال کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لئے پارلیمنٹ میں بل پاس کروانے کی کوششیں کیں وہاں ان مقاصد کے حصول کے لئے معاشرہ کو بے راہ روی اور بدکاری میں مبتلا کر کے نسل نو کے بگاڑ کے لئے بھی ہر ممکن اقدام کئے ہیں۔ ان شیطانی قوتوں کے مغربی آقا مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لئے منصوبہ بند پالیسی مسلط کر چکے ہیں، نیز اس پالیسی کے لئے لاکھوں ڈالر کی رقم صرف کی جارہی ہے۔ صہیونی آلہ کاروں کی اس جہد مسلسل کی وجہ سے گزشتہ دو دہائیوں کے دوران معاشرہ میں جس قدر تیزی سے تبدیلی آئی ہے اس کی مثال ماضی میں ملنا مشکل ہے۔ فحاشی وعریانی کے فروغ کے لئے جس قدر تدابیر اختیار کی جارہی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ حالات کی سنگینی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ کوئی بھی ایسا شخص جس کے اندر عقل وشعور موجود ہے وہ اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی چینلز پر تفریح کے نام سے نشر ہونے والے پروگرام تک نہیں دیکھ سکتا، حتیٰ کہ ارباب حکومت میں سے بھی بہت سی شخصیات اسی قسم کے احساسات کا اظہار کر چکی ہیں۔ نوبت جب یہاں تک پہنچی ہے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ فحاشی، عریانی اور بے راہ روی کو کس طرح مسلمانوں کے رگ وپے میں اتارنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ بے حیائی کے اس سیلاب کے سامنے بند کیوں نہیں باندھا جاتا، حالانکہ اس نے باشندگان پاکستان کے ایمان، عمل، حیا، غیرت، عزت الغرض دین ودنیا کو برباد کر دیا ہے۔ نسل نو تباہی کے دہانے پر ہے۔ جوانیاں اور عزتیں لٹ چکی ہیں۔ شہوانیت کے بھوت نے ثقافت، تمدن، تہذیب، مذہب سبھی کو روند ڈالا ہے۔ فیشن شو، ڈراموں، اشتہارات، میراتھن ریس، سنڈے میگزین، رسائل، جرائد، پورٹریٹ اور مختلف اشیاء کے پیکٹوں پر شائع شدہ نیم عریاں تصاویر، ٹی پروگراموں میں مردوزن کے غیر شائستہ ناقابل بیان مناظر، انٹرنیٹ پر دستیاب فحش مواد اور اس کی باسہولت دستیابی، یہ سبھی اشیاء فحاشی وعریانی کے بحر بے کراں کا حصہ بن چکی ہیں۔ سرکاری اداروں میں خواتین ومرد کے بلا روک ٹوک اختلاط اور عورتوں مردوں کے ایک ہی دفتر میں سینئر جونیئر کی صورت میں باہم ڈیوٹی سرانجام دینے جیسے معاملات نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے۔ ملکی آئین میں خواتین کی اسمبلیوں میں نمائندگی کا مخصوص کوٹہ نیز بااختیار طبقہ کا لیڈی سیکریٹری رکھنے کا فیشن اس بے حیائی کے فروغ کا ایک اور دروازہ ہے۔ ہم جنس پرستی کا نعرہ، تحفظ نسواں کے نام پر بننے والے قوانین اور اس خوبصورت نعرہ کے پس منظر میں مزید دین کش اقدامات کے حکومتی عزائم اور موبائل کمپنیوں کے نائٹ پیکجز معاشرتی بے راہ روی کو مزید فروغ دے رہے ہیں۔

فحاشی وعریانی، زنا کا موجب ہیں۔ زنا وبدکاری عذاب الٰہی کا ذریعہ اور فساد فی الارض کا سبب ہے۔ قرآن کریم نے جابجا فحاشی کی مذمت فرمائی۔ ذیل میں ایسی چند آیات پیش کی جارہی ہیں۔

1) ...... اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْن (النحل:۹۰)

''بے شک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (اُن کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔''

2) ...... اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْم (البقرہ:۲۶۸)

''شیطان تمھیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے؛ اور اللہ تم سے اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا، ہر بات جاننے والا ہے۔''

3) ...... یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّہٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْم (النور:۲۱)

''اے ایمان والو! تم شیطان کے پیچھے نہ چلو، اور اگر کوئی شخص شیطان کے پیچھے چلے، تو شیطان تو ہمیشہ بے حیائی اور بدی کی تلقین کرے گا۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے، پاک صاف کر دیتا ہے، اور اللہ ہر بات سنتا، ہر چیز جانتا ہے۔''

4) ...... وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (الانعام:۱۵۱)

''اور بے حیائی کے کاموں کے پاس بھی نہ پھٹکو، چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو یا چھپی ہوئی، اور جس جان کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے اسے کسی برحق وجہ کے بغیر قتل نہ کرو۔ لوگو! یہ ہیں وہ باتیں جن کی اللہ نے تاکید کی ہے تاکہ تمہیں کچھ سمجھ آجائے۔''

5)......وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل:۳۲)

''اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فواحش، زنا، بدکاری کی جو قباحتیں اور مذمتیں بیان فرمائی ہیں انہیں بھی ایک نظر ملاحظہ فرمائیں:

عن عبداللہ بن عمر قال اقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معشر المهاجرین خمس اذا ابتلیتم بهن واعوذ بالله ان تدرکو هن لم تظهر الفاحشة في قوم قط حتی یعلنو ابها الا فشافيهم الطاعون و الأوجاع التی لم تکن مضت في اسلافهم الذین مضواولم ینقصوالمکیال والمیزان الا اخذوابالسنین و شدة المئونة وجور السلطان علیهم ولم یمنعوازکاة اموالهم الا منعواالقطر من السماء ولولا البهائم لم یمطروا ولم ینقضواعهد الله وعهد رسوله الا سلط الله علیهم عدوامن غیر هم فأخذوا بعض ما في ایدیهم ومالم تحکم أئمتهم بکتاب الله ویتخیروامما انزل الله الا جعل الله بأسهم بینهم۔

(سنن ابی ماجه:۴۰۰۱)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے تشریف لائے، پھر فرمایا، ''اے مہاجرین کی جماعت! پانچ کاموں میں جب تم مبتلا کر دئے جاؤ گے تو......اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان پانچ کاموں کو پاؤ۔ کسی قوم میں اعلانیہ فحاشی ظاہر نہیں ہوتی مگر (اس کی پاداش میں) اس قوم کے اندر طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے بڑوں میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ کوئی قوم ناپ تول میں کمی نہیں کرتی مگر قحط سالی، شدید مشقتوں اور حکومتی جبر سے ان کی سرزنش کی جاتی ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان سے بارش روک لی جاتی ہے، یہاں تک کہ اگر جانور نہ ہوں تو بالکل ہی بارش نہ برسے۔ جو قوم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے توڑتی ہے تو یقیناً اللہ ان پر بیرونی دشمن مسلط کرتا ہے، جو ان کی بعض ملکیتی اشیاء غصب کر لیتے ہیں، اور جو لوگ اللہ کی کتاب پر فیصلہ نہیں کرتے اور اللہ کے اتارے ہوئے احکام کو پسند نہیں کرتے تو اللہ ان کی لڑائیاں انہی کے درمیان کر دیتے ہیں۔

لیجئے! اس حدیث سے ہمارے اکثر مسائل کا سبب اور حل بھی دریافت ہو گیا، آج سے چند برس پہلے تک حفظان صحت کے اصول وضوابط کی رعایت تھی۔ نہ غذا اور خوراک پر کوئی خاص تحقیق، صاف پانی کا اہتمام کیا جاتا تھا اور نہ ہی جراثیم کش ادویات، اس کے باوجود وہ بیماریاں جو آج ظاہر ہو رہی ہیں کبھی سنی بھی نہ گئی تھیں۔ مہلک اور متعدی بیماریوں کی شرح اور ان کی وجہ سے غیر طبعی اموات بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ آج دل، جگر اور گردہ کی بیماریاں وبا کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ ڈینگی جیسے نئے مرض نے قوم کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے، بعض علاقوں میں ہر تیسرا آدمی کالے یرقان میں مبتلا ہے۔ یقیناً ان اسقام قبیح اور خطرناک بیماریوں کا حقیقی سبب وہی ہے جو اس حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے اور وہ ہے علانیہ بے حیائی، فحاشی اور عریانی۔

فحاشی و عریانی کے سدباب کے لئے پوری قوم پر انفرادی و اجتماعی طور درج ذیل اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جنہیں پورا کرنا نہایت ہی ضروری ہے، بصورت دیگر جس قدر دینی و دنیوی انحطاط ہو گا اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

1)......پوری قوم بے حیائی کے سیلاب کے خلاف صف آرا ہو کر حیا باختہ نام نہاد ثقافت کا بائیکاٹ کرے۔

2)......فحاشی، عریانی پھیلانے والے اخبارات و جرائد کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے، ایسے اخبارات و جرائد دفاتر اور گھروں میں داخل نہ ہونے دیے جائیں جو فحاشی پھیلانے میں کردار ادا کر رہے ہیں۔

3)......ایسے ٹی وی چینل جو مغرب پرستی اور قوم کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنانے میں مصروف عمل ہیں نہ صرف ان کا بائیکاٹ کیا جائے بلکہ دردمندانِ وطن انہیں اشتہارات اور تعاون دینے سے بھی گریز کریں، تاکہ انہیں یہ احساس دلایا جا سکے کہ وہ ایک برائی کی تحریک کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

4)......باشعور اور دیندار صحافی بھی ایسے چینلز کا بائیکاٹ کریں۔

5)......کمپنیوں کے مالکان اپنی اشیاء کی تشہیر کے لئے اپنے ایمان و عمل اور قوم کے ایمان و عمل کے تحفظ کے لئے غیر شرعی ذرائع استعمال کر کے اپنے رزق کو حرام کے ساتھ آلودہ نہ کریں۔

6)......والدین اپنے بچوں کی مناسب تربیت اور دیکھ بھال کا انتظام کریں، نیز بچوں کو اخلاق بگاڑنے والی جملہ اشیاء سے حتی الامکان محفوظ رکھا جائے۔

7)......اہل علم، اہل قلم اور اہل لسان اپنی تقریر و تحریر میں فحاشی و عریانی کے نقصانات سے نسل نو کو آگاہ کریں۔

8)......حکومتی سطح پر ایسے اقدامات اٹھائے جانے کی ضرورت ہے جس سے اس سلسلہ کو روکا جا سکے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کی طرف سے اگر مندرجہ ذیل اقدامات پوری نیک نیتی کے ساتھ اٹھائے جائیں تو اس سے نہ صرف یہ کہ پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا بلکہ معاشی طور پر استحکام کے ساتھ ساتھ بیماریوں سے پاک صحت مند قوم پروان چڑھے گی۔

الف)......مخرب اخلاق ویب سائٹس کو بند کرنے کے لئے انٹرنیٹ فلٹریشن کا مضبوط نظام۔

ب)......فحش مواد پر مشتمل ٹی وی چینلز اور کیبلز پر پابندی اور بھاری جرمانے کے ساتھ ساتھ لائسنس کی منسوخی۔

ج)......پانچویں جماعت سے اوپر مخلوط تعلیم پر پابندی۔

د)......اداروں میں مرد و زن کی ملازمتوں کے لئے الگ الگ انتظامات۔

ر)......قوم کی نسل نو کی حفاظت کے لئے معتبر اور باعمل علماء کا میڈیا پر سلسلہ وار درس کا انتظام۔

❋❋❋❋❋

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی قوم میں اعلانیہ فحاشی ظاہر نہیں ہوتی مگر (اس کی پاداش میں) اس قوم کے اندر طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے بڑوں میں نہیں پائی جاتی تھیں''

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حلقہ کراچی شمالی کے تحت رفیقات کا سالانہ اجتماع

حلقہ کراچی شمالی کی رفیقات کا سالانہ اجتماع 5 جنوری 2013ء بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں منعقد ہوا۔ یہ اجتماع صبح ساڑھے نو بجے شروع ہوا اور سہ پہر چار بجے اختتام پذیر ہوا۔ اجتماع میں شرکت کے لئے بانی محترمؒ کی دختران نائب ناظمہ علیا اہلیہ محمود عالم صاحب اور رکن مرکزی اسرہ اہلیہ اسعد مختار صاحبہ کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا، تاکہ رفیقات قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی دینی ذمہ داریوں کی ادائی کے حوالہ سے ان کی قیمتی نصائح سے فیض یاب ہو سکیں۔ اجتماع کے آغاز سے پہلے مہمان خواتین کی ملاقات معاونات و چند سینئر رفیقات سے کرائی گئی تھی۔ اہلیہ اسعد مختار نے اسرہ اور ذاتی جائزہ رپورٹ کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد نائب ناظمہ علیا نے حدیث مبارکہ کے ذریعہ قول وفعل کے تضاد کو دور کرنے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ کراچی میں سالانہ اجتماع 6 سال بعد منعقد ہوا۔ لہٰذا رفیقات کی ایک دوسرے سے اور مرکزی اسرہ کی اراکین سے ملنے کی شدید آرزو تھی۔ اجتماع میں رفیقات کی بیٹیوں اور تنظیم کے ذمہ داران کی بیویوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا، تاکہ ان پر تنظیمی فکر مزید واضح ہو سکے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کی سعادت اُمِ عمر فاروق صاحبہ نے حاصل کی۔ بعد ازاں نعت رسول ﷺ بنت منیر صاحبہ نے پیش کی۔ پروگرام کی میزبان بنت غفور نے اجتماع کے حوالہ سے ضروری ہدایات دیں۔ اس کے بعد اُمِ رافع نے دینی اجتماع کی اہمیت اجاگر کی۔ اہلیہ راحت نے جماعتی زندگی میں ایثار کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں بانی تنظیم اسلامی کے خطاب کے مختصر حصہ کی سماعت کی گئی، جس میں انھوں اسلامی انقلابی فکر کو وضاحت سے بیان کیا۔ نائب ناظمہ علیا نے اپنے خطاب میں سورۃ الکہف کی روشنی میں دجالی فتنہ کی تباہ کاریوں کے بارے میں مفصل طور پر سمجھایا۔ انھوں نے کہا کہ جس طرح اصحاب کہف نے اپنے ایمان کو بچانے کے لیے غار میں پناہ لی تھی، اسی طرح موجودہ پُرفتن دور میں ہمیں اپنے گھروں کو کہف بناتے ہوئے "وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ" کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیے۔ ہمیں یہود ونصاریٰ کی sugar coated سازشوں کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ میڈیا، مخلوط تعلیمی نظام اور بے حیائی کا جو طوفان آج ہمارے چاروں طرف تباہی پھیلا رہا ہے اس کے اثرات سے اپنے گھروں کو محفوظ رکھنے کے لیے کوشاں رہنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اِس ایمان افروز خطاب کے بعد نماز اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد اہلیہ اظہر ریاض نے سورۃ النازعات کی آیات 41,40 کی روشنی میں تزکیہ نفس کی اہمیت اور اس کے لیے قرآن حکیم سے بھرپور استفادہ کی جانب توجہ دلائی۔ بعد ازاں اہلیہ اسعد مختار نے اپنے خطاب میں سورۃ الحجرات کی روشنی میں ایمان حقیقی کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کی وضاحت کی۔ ان تقاضوں کی اپنے دائرہ کار میں ادائی کے حوالہ سے انھوں نے رفیقات کو شوہر کی اطاعت اور بچوں کی تربیت کے معاملے کی جانب خصوصی توجہ دلائی۔ انھوں نے اپنی بیٹی کے انتقال کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بندۂ مومن کو ہر حال میں راضی برضائے رب رہنا چاہیے۔ بانی محترمؒ کے انتقال کے بعد انھوں نے جو نظم لکھی تھی، وہ حاضرین کو سنائی جس پر بہنوں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اس کے بعد انھوں نے ناظمہ علیا (اہلیہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ) کا اس اجتماع کے حوالہ سے رفیقات کے نام خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مہمان خواتین نے بہنوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اجتماع کی معاونہ اُمِ عمر صاحبہ نے مہمان خواتین اور تمام شریک بہنوں کا شکریہ ادا کیا، انتظامی امور ادا کرنے والی رفیقات کی حوصلہ افزائی کی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اس روح پرور محفل کا اختتام نائب ناظمہ علیا کی دعا پر ہوا۔ پروگرام کے انعقاد کے لیے امیر حلقہ نے اسرہ خواتین اور مقامی امراء سے خصوصی مشاورت کی اور اجتماع کے انعقاد کے لیے اپنی ٹیم کے ہمراہ بھرپور انتظامات کئے۔ اجتماع کے نظام الاوقات، ہدایات اور ناظمہ علیا وامیر حلقہ کے خصوصی پیغامات پر مشتمل خصوصی بروشر چھپوایا گیا جو تمام خواتین میں تقسیم کیا گیا۔ اجتماع میں سٹال کا بھی انتظام کیا گیا تھا، جس سے حاضرات نے بھرپور استفادہ کیا۔ شریک بہنوں کی تعداد تقریباً 500 تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مادہ پرستانہ دور میں جس طرح سب بہنیں رضائے الٰہی کے حصول کے لیے جمع ہوئیں تھی اسی طرح آخرت میں ہم سب کو اپنے عرش تلے جمع فرمائے۔ آمین یارب العالمین (رپورٹ: رفیقہ تنظیم)

تنظیم اسلامی کوئٹہ شمالی کا ماہانہ تنظیمی وتربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی کوئٹہ شمالی کا ماہانہ تنظیمی وتربیتی اجتماع 6 جنوری 2012ء بروز اتوار صبح ساڑھے دس بجے دفتر تنظیم اسلامی منان چوک میں منعقد ہوا۔

پروگرام کا آغاز جناح ٹاؤن اسرہ کے نقیب ذوالقرنین اعجاز کے درس سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ الحدید کی آیت 27 کی روشنی میں اقامت دین کی فرضیت اور اہمیت کو اجاگر کیا۔ درس قرآن کے بعد اسرہ شہباز ٹاؤن کے نقیب محمد اسحاق نے تذکیر بالقرآن کے ذرائع کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ شرکاء نے مذاکرہ میں بھرپور حصہ لیا۔ موضوع کے اختتام پر مقرر نے توجہ دلائی کہ قرآن کے ساتھ اگر تعلق برقرار رکھنا ہے، تو اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آیات آفاقی وانفسی اور آیات قرآنی پر غور وفکر کیا جائے۔ اس کے بعد 15 منٹ چائے کا وقفہ ہوا۔ پروگرام کے آخر میں کرنے کا اصل کام اور حالات حاضرہ پر امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ شمالی عبدالسلام عمر نے بھرپور انداز میں روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ بحیثیت قوم آج ہم سخت مخدوش صورتحال سے دوچار ہیں۔ خاکم بدہن ایسا لگتا ہے کہ پاکستان کے خاتمے کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے اور ہم خودکشی کے راستے پر گامزن ہیں۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ فریضہ شہادت علی الناس سے پہلوتہی کی وجہ سے عوام کے اندر امانت، دیانت، عہد کی پاسداری، محبت اور رحم دلی جیسے اوصاف پیدا نہ کئے جا سکے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اسلام کے حوالے سے محض جذباتی بیانات اور انتخابات کے نزدیک اسلام پر قربان ہو جانے کے نعرے لگا دینے سے بات نہیں بنے گی۔ کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم مروجہ سیاسی ہنگاموں سے بالاتر ہو کر اسلام کی بالادستی کے قیام کے لئے تن، من، دھن قربان کر دیں۔ (رپورٹ: محمد سلیمان قیوم)

تنظیم اسلامی جاتلاں گوجرخان کے زیر اہتمام جی دارالسلام میں ایک روزہ خصوصی پروگرام

27 جنوری 2013ء کو تنظیم اسلامی جاتلاں حلقہ پوٹھوہار کے زیر اہتمام جی دارالسلام میں سیرۃ النبیؐ کے حوالے سے ایک روزہ خصوصی پروگرام منعقد ہوا۔ امیر مقامی تنظیم ظفر اقبال نے احادیث وسنت کی روشنی میں سیرۃ النبیؐ بیان کی۔ انہوں نے کہا آپؐ نے ایک صالح سوسائٹی کی تشکیل فرمائی۔ آپؐ کے بعد خلفاء کا دور بھی عین حضور ﷺ کے قائم کردہ طریقے پر قائم رہا۔ اگرچہ بعد کے ادوار میں خلافت زوال پذیر ہوگئی تاہم قصر خلافت یکدم زمین بوس نہیں ہو گیا بلکہ یہ زوال تدریجاً آیا۔ آج دین مغلوب ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حضور ﷺ اور آپؐ کے تربیت یافتہ صحابہؓ کے معیار کی پیروی کرتے ہوئے دین حق کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ ظفر اقبال کے بیان کے بعد "خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام" کے موضوع پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے خطاب کی سی ڈی دکھائی گئی جس میں انہوں نے خلافت کا مفہوم اور اس کی مختلف جہتیں بیان کیں۔ ڈاکٹر صاحب کے ویڈیو خطاب کے بعد شبیر حسین نے حضور ﷺ کی پیدائش سے ہجرت تک کے واقعات تفصیل سے بیان کیے۔ انہوں نے رفقاء واحباب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ قیام دین کی جدوجہد حضور ﷺ کی تعلیم ہے۔ لہٰذا یہ ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ تنظیم محض اس فرض کی یاددہانی کراتی اور اس کے لئے پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔ ان کے بعد سید محمد آزاد نے ہجرت اور بعد کے واقعات بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت اور غزوات غلبۂ دین کی جدوجہد کا حصہ ہیں، اس مشن کے لیے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں نے بے انتہا قربانیاں دیں۔ اگر انقلاب محض تبلیغ سے برپا ہو سکتا تو حضور ﷺ کبھی ہاتھ میں تلوار نہ لیتے، مغرب سے قبل دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام میں 17 رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ شرکاء کو اجر عظیم عطا فرمائے۔
(رپورٹ: غلام سلطان)

ضرورت رشتہ

لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم قرآن فہمی کورس، بی کام آئی ٹی، ایم اے ایجوکیشن، صوم وصلوٰۃ کی پابند، باپردہ خلع یافتہ کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لیٹ میرج سیکنڈ میرج (بغیر بیوی بچہ) والے بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔

برائے رابطہ: 0305-4800541

دعا صحت کی اپیل

حلقہ کراچی شمالی کے سینئر رفقاء جناب محمد سمیع (مرکزی نائب ناظم نشر واشاعت، رفیق تنظیم نیو کراچی) اور خواجہ فرید الدین (رفیق گلشن اقبال) شدید علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ (آمین) رفقاء واحباب سے بھی اپیل ہے کہ ان کی جلد صحت یابی کے لئے دُعا کریں۔

سالانہ اجتماع کے موقع پر
گمشدہ اشیاء کے لیے رابطہ کریں

تنظیم اسلامی سالانہ اجتماع (منعقدہ بہاولپور) کے موقع پر انتظامیہ کو کچھ گمشدہ اشیاء ملی ہیں۔ جن رفقاء/احباب کا سامان گم ہوگیا تھا وہ درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے معلوم کرسکتے ہیں۔

شوکت حسین انصاری: 0322-6187858

0331-7045701

شکیل اسلم: 0321-6301139

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-5869501

E-mail: distancelearning@tanzeem.org

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم فیصل آباد شمالی محمد فاروق نذیر کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ فیصل آباد کی جانب سے مقامی تنظیم فیصل آباد شمالی میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 24 جنوری 2013ء میں مشورہ کے بعد جناب محمد فاروق نذیر کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم اندرون شہر لاہور میں ملک عمران احمد کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور ڈویژن کی جانب سے مقامی تنظیم اندرون شہر لاہور میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 24 جنوری 2013ء میں مشورہ کے بعد جناب عمران احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم وسطی لاہور میں نثار احمد خان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور ڈویژن کی جانب سے مقامی تنظیم وسطی لاہور میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 24 جنوری 2013ء میں مشورے کے بعد جناب نثار احمد خان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

حصہ اول — سورۃ الفاتحہ وسورۃ البقرۃ مع تعارفِ قرآن (چھٹا ایڈیشن) — صفحات: 360، قیمت 450 روپے

حصہ دوم — سورۃ آلِ عمران تا سورۃ المائدہ (چوتھا ایڈیشن) — صفحات 321، قیمت 400 روپے

حصہ سوم — سورۃ الانعام تا سورۃ التوبہ (دوسرا ایڈیشن) — صفحات 331، قیمت 400 روپے

حصہ چہارم — سورۃ یُونس تا سورۃ الکہف (پہلا ایڈیشن) — صفحات 394، قیمت 450 روپے

عمدہ طباعت — دیدہ زیب ٹائٹل اور مضبوط جلد — امپورٹڈ پیپر

ملنے کے پتے

انجمن خُدّام القرآن خیبر پختونخوا، پشاور
A-18 ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2، شعبہ بازار پشاور، فون: 2584824,2214495(091)

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)